شوال المکرم 1437ھ جولائی 2016ء

درسِ قرآن

درود شریف کے فضائل و مسائل

پیشوائے اہلسنت، علامہ، پیر محمد افضل قادری

درسِ حدیث

مناقب سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

علامہ ابوالنعمان محمد شفیق احمد مجددی

دارالافتاء

ایسا ذبیحہ حلال ہے یا حرام ہے

- کیا چھری پر بسم اللہ اللہ اکبر لکھ دینے سے ذبیحہ پر تکبیر پڑھنے کی شرط پوری ہو جاتی ہے؟
- کیا بِسمِ اللہِ اَللہُ اَکبَر کی ریکارڈ شدہ آواز سے ذبیحہ پر تکبیر پڑھنے کی شرط پوری ہو جاتی ہے؟
- چند جانوروں پر تکبیر پڑھنا اور باقی کو بغیر تکبیر پڑھے ذبح کرنا کیسا ہے؟

علامہ مفتی محمد عبدالسلام ہاشمی نقشبندی

شرح سلام رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

تراویح بیس ہی ہیں

مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اصحابِ ثلاثہ کی نظر میں

ابو بلال محمد سیف علی سیالوی

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمْ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمْ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمْ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علمی و تحقیقی کا شاہکار شاندار مجلہ

الصلوٰۃ والسلام علیک وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یارسول اللہ

ماہنامہ

اہلسنت

گجرات پاکستان

INTERNATIONAL

شوال المکرم 1437ھ، بمطابق جولائی 2016ء

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

تحفظِ مقامِ مصطفیٰ کا نقیب
اور
نفاذِ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمبردار

حسن ترتیب

0333.8403147
0313.9292373
E mail
jameelazmi1971@gmail.com

E mail
mkhalidqadiri@gmail.com

قیمت فی شمارہ	زرسالانہ	U.K	U.S.A
30 روپے	360 روپے	20 پاؤنڈ سالانہ	40 ڈالر سالانہ

عرب امارات
100 درہم سالانہ

پبلشر محمد مسعود قادری پرنٹر سلیمان تیمور مقام اشاعت الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد مرکزی گجرات

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ "اہلسنت" الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد مرکزی گجرات

حمد و نعت

میں تو جب ڈوبنے جاؤں، وہ بچانے آئے
بھول کر بھی جو گروں، مجھ کو اٹھانے آئے

جب بھی حالات کٹھن سخت زمانے آئے
اس کو سوچا تو سکوں خواب سہانے آئے

چھوڑ دیتا ہے کبھی اور تڑپ کی خاطر
دل سلگ اٹھے تو رحمت کو بہانے آئے

اپنی تخلیق بگڑنے نہیں دیتا ، ہر دم
حسنِ تازہ میں نئے رنگ بسانے آئے

میں کسی اور چلا ساتھ رہا ہے میرے
راہ بھولوں تو مجھے راہ دکھانے آئے

رات بھر ہوتے رہے درد کے خلعت تقسیم
کون جاگا ہے، کیسے ہاتھ خزانے آئے

اس کی دہلیز سے قائم رہی نسبت، کعبیؔ
جب بھی اُٹھے سرِ تسلیم جھکانے آئے

(جلّ جلالہٗ)

کرتا ہے دل یہ تجھ سے مناجات یا نبی
مجھ پر کرم کی تیرے ہو برسات یا نبی

دنیا کی مشکلوں سے پریشاں نہ ہو کبھی
پیشِ نظر ہے جس کے، تری ذات یا نبی

چشمِ کرم سے اس کو ہے سلطاں بنا دیا
جس پر ہوئی ہیں تیری عنایات یا نبی

کر لیجیے شمار انھی میں مرا، حضور
کرتے ہیں جو ثنا تری دن رات یا نبی

دل میں تری ثنا ہو لبوں پر درود ہو
اسوہ ترا ہو شمعِ خیالات یا نبی

سورج کو تو نے پلٹا تو مہتاب کو دو لخت
تسلیم تیرے وصف و کمالات یا نبی

کعبیؔ کی میرے آقا یہی آرزو ہے بس
ہو جائے تجھ سے ایک ملاقات یا نبی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

پروفیسر منیر الحق کعبی

اداریہ

اعتکاف کیسے گزاریں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱: سحری کے وقت اٹھ کر پہلے دو نفل تحیۃ الوضو کی نیت سے پڑھیں، پھر تہجد کی نیت سے کم از کم دو رکعت نفل پڑھیں پہلی رکعت میں گیارہ بار، دوسری رکعت میں نو بار، یا ہر رکعت میں تین بار سورۂ اخلاص پڑھیں اور تہجد کے بعد استغفار یعنی:

۲: "اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ وَاَسۡئَلُہُ التَّوۡبَۃَ۔" (۱۱۱بار)

۳: "سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ، سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ وَبِحَمۡدِہٖ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ۔" (۱۱۱بار)

۴: تیسرا کلمہ (۱۱۱بار) اوّل آخر درود شریف: "صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیۡبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَسَلَّمَ۔" (۱۱،۱۱۱،۱۱بار)

۵: نماز فجر کے بعد سورۂ یٰسین شریف ۷ بار، سورۂ مزمل شریف ۱۱بار یا کم از کم ۱بار، اوّل آخر درود شریف (۱۱،۱۱بار)

۶: سورج بلند ہونے پر نماز اشراق ۲ نفل، پھر قرآن مجید کی تلاوت، پھر آرام نمازِ ظہر تک۔۔۔

۷: اگر صبح کے وقت سورۂ مزمل نہیں پڑھی تو نمازِ ظہر کے بعد پڑھیں ورنہ نمازِ ظہر کے بعد کے فوراً کلمہ شریف نماز عصر تک۔۔۔

۸: نمازِ عصر کے بعد درود شریف نمازِ مغرب تک، نمازِ مغرب کے بعد سورۂ واقعہ کم از کم ایک بار "یَااَللّٰہُ یَارَحۡمٰنُ یَارَحِیۡمُ یَاحَیُّ یَاقَیُّوۡمُ۔" (۵۰۰بار)

۹: نمازِ عشاء وتراویح کے بعد سورۂ ملک ایک بار، سورۂ اخلاص ۲۰۰ بار، قرآن مجید کی تلاوت سحری تک۔ (دن کے وقت آرام کرلیں، رات کو جاگنا زیادہ بہتر ہے)

۱۰: یہ مذکورہ وظائف ان معتکفین کے لئے ہیں کہ جن کے ذمہ نمازوں کی قضا نہیں ہے ورنہ طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب کے بیس منٹ پہلے اور زوال یعنی نصف النہار کے اوقات کے علاوہ جتنا ہوسکے فرض نمازوں کی قضا کرے۔

۱۱: سحری و افطاری کے وقت "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَّ اَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ یَاعَزِیْزُ یَاغَفَّارُ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔" (۳،۷،یا ۱۱ بار)

خبردار

۱۲: مسجد کے اندر جو جگہ نماز پڑھنے کیلئے متعین ہے، متعکف (اعتکاف والے) کا بلا وجہ شرعی یا طبعی وہاں سے باہر ہو جانا جائز نہیں کہ اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

۱۳: اعتکاف کے دوران صرف فرض غسل کی اجازت ہے، گرمی کے ازالے یا جمعہ کیلئے غسل کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

۱۴: طہارت خانوں یا وضوگاہ میں بھیڑ (رش) کی صورت میں متعکف حضرات مسجد شرعی (جو جگہ نماز کیلئے متعین ہے) میں کھڑے کھڑے اپنی باری کا انتظار کریں۔

۱۵: نوجوان حضرات دورانِ اعتکاف دوست و احباب سے غیر ضروری ملاقات اور فضول گفتگو پر پابندی رکھیں۔

۱۶: موبائل فون کے استعمال پر پابندی رکھیں، البتہ گھر سے کوئی چیز منگوانے کیلئے، یا کوئی شرعی مسئلہ دریافت کرنے کیلئے، یا مسئلہ بیان کرنے کیلئے موبائل فون استعمال کیا جاسکتا ہے۔ نیز موبائل رنگ ٹیون بند رکھی جائے۔

۱۷: حضور نبی کریم ﷺ کی ساری امت کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، ملک پاکستان و عالم اسلام کیلئے خصوصی دعا مانگیں۔

درسِ قرآن

درود شریف کے فضائل و مسائل

پیشوائے اہلسنت، علامہ، پیر محمد افضل قادری

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

"اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً۔

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو!۔"(۱)

صلوۃ یعنی درود شریف کی حقیقت:

لفظ "صلوۃ" لغت عرب اور شرع شریف میں کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ مثلاً رحمت و برکت، تعریف، دعاء اور نماز وغیرھا۔ جب "صلوۃ" کا لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو اس کا معنی رحمت و برکت عطا فرمانا اور تعریف فرمانا ہے۔

"بخاری شریف" میں حضرت ابو العالیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے:

"فَھِیَ مِنْہُ عَزَّ وَجَلَّ ثَنَاؤُہٗ عَلَیْہِ عِنْدَ الْمَلَائِکَۃِ وَتَعْظِیْمُہٗ۔"

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے "صلوۃ" کا معنی فرشتوں کے سامنے آپ ﷺ کی تعریف کرنا ہے اور آپکی عزت و شان کو بڑھانا ہے۔"(۲)

لیکن جب لفظ "صلوۃ" بندوں کی طرف منسوب ہوتا ہے تو پھر اسکا معنی اللہ تعالیٰ سے نزولِ رحمت و برکت کی دعا ہے۔

نماز کو شرع شریف میں "صلوۃ" کہا جاتا ہے، اسلئے کہ نماز میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت و برکت کا نزول فرماتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ سے نزولِ رحمت و برکت کی دعاء کرتا ہے یا اسلئے کہ درود شریف نماز کا ایک جزء (حصہ) ہے اور بسا اوقات کل کو جزء کا نام دے دیا جاتا ہے۔

درود شریف ابراہیمی اور دیگر کلمات درود شریف:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نبی ﷺ پر درود اور سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ نماز کے اندر سلام کیلئے "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ" کے کلمات اور درود شریف کیلئے درود ابراہیمی کی تعلیم دی گئی ہے۔ لہٰذا نماز کے اندر صلوۃ و سلام کے یہی کلمات مسنون ہیں، لیکن نماز سے باہر ان کلمات کی پابندی ضروری نہیں۔ جیسا کہ صحابہ کرام سے لیکر آج تک سب مسلمان نبی عَلَیْہِ السَّلَام کے نام مبارک کے ساتھ "ﷺ" کے کلماتِ درود شریف استعمال کرتے آئے ہیں اور احادیث مبارکہ میں درود ابراہیمی کے علاوہ دیگر الفاظ میں بھی درود و سلام کے کلمات وارد ہوئے ہیں۔ جیسا کہ امام شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں:

"کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ فِیْ تَحِیَّتِہٖ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔"

"صحابہ کرام نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بارگاہ میں تحفۂ سلام پیش کرنے کیلئے عرض کیا کرتے تھے:

"اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔"

۱: "قرآن مجید" پارہ :۲۲، سورہ احزاب، آیت :۵۶۔

۲: "صحیح بخاری" کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ "ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی الخ۔

"یعنی اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول! آپ پر (اللہ کی طرف سے) صلوٰۃ وسلام نازل ہو۔" (۳)

اس مختصر گفتگو سے وہابیوں کا مغالطہ ختم ہوگیا کہ درود شریف صرف درود ابراہیمی ہی ہے۔ اس مسئلہ کو مزید واضح کرنے کیلئے عرض کرتا ہوں کہ جسطرح نماز میں ثناء اور حمد کیلئے مخصوص الفاظ ہیں، لیکن نماز سے باہر اللہ تعالیٰ کی ثناء اور حمد کے مخصوص الفاظ یا مخصوص زبان کی پابندی نہیں، اسی طرح نماز سے باہر درود شریف کیلئے بھی مخصوص الفاظ یا عربی زبان کی پابندی نہیں۔ مسلمان اردو، فارسی اور انگریزی زبان میں بھی نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی بارگاہ میں درود وسلام عرض کرسکتے ہیں جیسا کہ ہر زمانے میں علماء امت ایسا کرتے رہے ہیں۔

درود شریف کے فضائل و برکات:

درود شریف کے فضائل و برکات بے شمار ہیں۔ درود شریف کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اسکی برکت سے بندوں کو اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے حبیب ﷺ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث بالا سے ظاہر ہے۔

۱: ترمذی میں حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً۔"

"قیامت کے روز مجھ سے سب سے قریب یا میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہوگا، جس نے مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھا ہوگا۔" (۴)

۲: ابو داؤد شریف میں حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ فَاَرُدُّ عَلَیْہِ السَّلَامَ۔"

"جو بھی مجھے سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے حتی کہ میں اسکا جواب دیتا ہوں۔" (۵)

سبحان اللہ! اس سے بڑھ کرامتی کی سعادت کیا ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سلام پیش کرنے والوں کو سلام کا جواب خود ارشاد فرماتے ہیں۔

۳: ترمذی میں حضرت ابی بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ میں آپ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھتا ہوں تو کتنا درود شریف مقرر کروں؟"

فرمایا:

"جتنا چاہو۔"

میں نے کہا:

"چہارم؟"

فرمایا:

"جتنا چاہو لیکن اگر درود شریف بڑھادو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔"

میں نے کہا:

"آدھا؟"

فرمایا:

"جتنا چاہو لیکن اگر درود شریف بڑھادو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔"

میں نے عرض کیا:

"دو تہائی؟"

فرمایا:

"جتنا چاہو لیکن اگر درود شریف بڑھادو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔"

۳: "نسیم الریاض شرح شفاء شریف" جلد نمبر: ۳، صفحہ نمبر: ۴۵۴۔

۴: "سنن ترمذی "کتاب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، حدیث: ۴۴۶۔

۵: "سنن ابو داؤد" کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، حدیث: ۱۷۴۵۔

میں نے عرض کیا:

"میں سارا درود شریف ہی پڑھوں گا۔"

فرمایا:

"اِذًا یَکْفِیْ هَمَّكَ وَیُکَفِّرُلَكَ ذَنْبَكَ۔"

"تب تمہارے غموں کو کافی ہوگا اور تمہارے گناہ مٹا دے گا۔"(۶)

۴: "عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِیْٓاٰتٍ وَّرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔"

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھا تو اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اسکے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں۔"(۷)

۵: ترمذی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بڑا کنجوس وہ شخص ہے، جسکے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود شریف نہ بھیجے۔"(۸)

۶: ترمذی میں ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"دعاء آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے۔ اس سے کچھ اوپر آسمان کی طرف نہیں چڑھتی، جب تک تم اپنے نبی ﷺ پر درود شریف نہ بھیجو۔"(۹)

درود شریف سے متعلقہ چند مسائل:

درود شریف باوضو ہو کر پوری توجہ اور نہایت ادب کے ساتھ پڑھنا چاہیئے، اگرچہ شرع شریف میں وضو کے بغیر بھی درود شریف پڑھنا جائز ہے۔ درود شریف عمر میں ایک بار فرض عین ہے اور ہر مجلس میں جہاں نبی عَلَیْهِ السَّلَام کا نام لیا جائے پہلی بار درود شریف پڑھنا واجب ہے اور اسکے بعد ہر بار درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ اسی طرح نام اقدس لکھتے وقت درود شریف لکھنا ضروری ہے اور بعض علماء کے نزدیک واجب ہے اور درود شریف کی جگہ "ص یا عم یا صلعم" وغیرہا مخفف کر کے لکھنا سخت حرام ہے۔ فرض نماز کے آخری قعدہ میں درود شریف سنت مؤکدہ اور بعض فقہاء کے نزدیک واجب ہے اور نفل نماز کے پہلے قعدہ میں بھی درود شریف سنت ہے۔

کب درود شریف مستحب ہے:

نبی ﷺ فرماتے ہیں:

ہر وہ کلام جسے اللہ کے نام اور مجھ پر درود شریف سے شروع نہ کیا جائے تو وہ ناقص اور برکت سے خالی ہے۔ (جلاء الافہام لابن قیم)

اس حدیث پاک کی رو سے ہر نیک کام سے پہلے درود شریف پڑھنا، ذریعۂ برکت ہے۔ فقہاءِ اسلام نے ان مقامات پر درود شریف کے استحباب کا ذکر کیا ہے:

"جمعہ کے دن، جمعہ کی رات، مسجد میں آتے اور جاتے وقت، گھر میں داخل ہوتے وقت، اذان کے وقت، روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کے وقت، صفا اور مروہ پر، خطبہ میں، دعاء سے پہلے اور بعد، احرام باندھنے کے بعد، ملاقات اور وداع کے وقت، وضو کے وقت، وعظ سے پہلے اور بعد، تعلیم و تعلم کے وقت خصوصاً حدیث کی تعلیم کے وقت، منگنی اور نکاح کے وقت، اذان میں "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ" سننے پر، ہر مجلس میں کم از کم ایک بار، جب کوئی چیز بھول جائے، مسئلہ پوچھتے وقت، فتویٰ لکھتے وقت اور تصنیف کے وقت۔"

نبی عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حاضر و ناظر ہیں اور ہر جگہ سے خود درود شریف سنتے ہیں:

اہل سنت و جماعت صیغۂ خطاب کے ساتھ دور و نزدیک سے بارگاہِ نبوی میں صلوۃ و سلام عرض کرتے ہیں۔ کیوں کہ اہل سنت کا

۶: "سنن ترمذی "کتاب صفة القیامة، والرقائق، والورع عن رسول اله، باب منه، حدیث: ۲۳۸۱۔

۷: "سنن نسائی "کتاب السهو، باب الفضل فی الصلوۃ علی النبی، حدیث: ۱۲۸۰۔

۸: "سنن ترمذی "کتاب الدعوات عن رسول الله، باب قول رسول الله ﷺ رغم انف رجل، حدیث: ۳۴۶۹۔

۹: "سنن ترمذی "کتاب الصلوۃ، باب ما جاء فی فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ، حدیث: ۴۴۶۔

عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ نورِ نبوت کے ذریعے ساری کائنات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں، جبکہ وہابیہ کا عقیدہ ہے کہ شیطان کو تو کائنات کے ذرے ذرے کا علم حاصل ہے، لیکن نبی اکرم ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ لہٰذا یہ لوگ

"اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللهِ۔"

"اے اللہ کے رسول آپ پر درود و سلام ہو۔"

کو ناجائز بلکہ شرک قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا ہم یہاں حضور نبی اکرم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے اور آپ کی بارگاہ میں صیغۂ خطاب کے ساتھ درود شریف بھیجنے کے مختصر دلائل پیش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا۔"

"بیشک ہم نے آپ کو شاہد (مشاہدہ کرنے والا) بنا کر بھیجا ہے۔"(۱۰)

علامہ ابوالسعود عمادی "تفسیر ابوالسعود" میں فرماتے ہیں:

"عَلٰی مَنْ بُعِثْتَ عَلَیْهِمْ تُرَاقِبُ اَحْوَالَهُمْ وَتُشَاهِدُ اَعْمَالَهُمْ۔"

"جن کیلئے آپ کی بعثت ہوئی ہے، انکا شاہد بنا کر بھیجا ہے، آپ انکے حالات سے باخبر ہیں اور انکے اعمال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا۔"

"اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہوں گے۔"(۱۱)

اسکے تحت اہلسنت اور وہابیہ کی مسلمہ علمی شخصیت، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

"رسول ﷺ اپنے نورِ نبوت سے ہر دیندار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ کو پہنچا ہے؟ اور اسکے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ اور کونسا حجاب اس کی ترقی میں مانع ہے؟ پس حضور ﷺ تمہارے گناہوں کو، تمہارے درجاتِ ایمان کو، تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص و نفاق کو پہچانتے ہیں۔"

اور شارح بخاری امام احمد قسطلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:

"لَافَرْقَ بَیْنَ مَوْتِهٖ وَحَیَاتِهٖ فِیْ مُشَاهَدَتِهٖ لِاُمَّتِهٖ وَلِمَعْرِفَتِهٖ بِاَحْوَالِهِمْ وَنِیَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَذَالِكَ عِنْدَهٗ جَلِیٌّ لَا خِفَاءَ بِهٖ۔"

"اپنی امت کا مشاہدہ کرنے اور امت کے حالات، نیتوں، ارادوں اور دل میں کھٹکنے والے امور کو جاننے میں آپ ﷺ کی حیاتِ ظاہرہ اور وفات میں کوئی فرق نہیں، یہ تمام امور آپ پر روشن ہیں، کوئی شے آپ سے مخفی نہیں۔"

حضرت ابوالدرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُهٗ حَیْثُ كَانَ۔"(۱۲)

"یعنی جو بندہ بھی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو اسکی آواز مجھے پہنچتی ہے، وہ جہاں بھی ہو۔"

اس موقع پر صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کی وفات کے بعد بھی؟ تو آپ نے فرمایا:

"اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللهِ حَیٌّ یُّرْزَقُ۔"

"بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کو کھانا حرام فرما دیا ہے، اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، اسے رزق عطا کیا جاتا ہے۔"(۱۳)

مختصر دلائل بالا سے روز روشن کیطرح واضح ہوگیا کہ نبی کریم ﷺ حیاتِ ظاہرہ میں اور وصال کے بعد بھی ساری کائنات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں، امت کے جسم و دل کے تمام اعمال سے مکمل واقف ہیں اور ہر جگہ

۱۰: "قرآن مجید" پارہ: ۲۲، سورہ احزاب، آیت: ۴۵۔

۱۱: "قرآن مجید" پارہ: ۲، سورہ بقرہ، آیت: ۱۴۳۔

۱۲: "جلاء الافہام لابن قیم" صفحہ: ۶۳۔

۱۳: "سنن ابن ماجہ" کتاب ما جاء فی الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ حدیث: ۱۶۲۷۔

سے اپنے امتیوں کا درود شریف سنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نماز میں پوری امت مسلمہ کو:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ۔"

"اے نبی! آپ پر سلام ہو۔"

کے کلمات خطاب کیساتھ سلام عرض کرنیکی تعلیم دی گئی ہے۔

"درمختار" جلد اول میں ہے:

"وَیَقْصُدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ الْاِنْشَاءَ۔"

"اور نمازی ان الفاظ سے انشاء یعنی دعاء کا ارادہ کرے۔"

اور امام شامی "ردالمحتار" میں فرماتے ہیں:

"اَیْ لَا یَقْصُدُ الْاِخْبَارَ وَالْحِکَایَةَ لِمَا وَقَعَ فِی الْمِعْرَاجِ مِنْهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَمِنْ رَّبِّهٖ۔"

"ان کلمات میں معراج کے اس قصے کی نیت نہ کرے، جو نبی علیہ السلام اور آپکے رب کے درمیان ہوا۔"

اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"وَاَحْضِرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیَّ ﷺ وَشَخْصَهُ الْکَرِیْمَ وَقُلِ السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔"

"اے نمازی! تو اپنے دل میں نبی ﷺ کو حاضر وناظر جان اور پھر کہہ: "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ" اے نبی ﷺ آپ پر سلام ہو۔"

تو نتیجہ واضح ہے کہ نماز کے اندر دنیا بھر کے مسلمانوں کیلئے صیغۂ خطاب سے سلام پیش کرنا جائز وسنت ہے، لہٰذا نماز سے باہر بھی جائز ہے، ناجائز وشرک ہرگز نہیں۔

مضمون کے اختصار کے پیش نظر بہت سے حوالہ جات ترک کر دیے ہیں، وگرنہ صحابہ کرام، تابعین، ائمہ اہل بیت، ائمہ مجتہدین، اولیاء سلاسل روحانیہ اور خود وہابیہ کے مسلمہ اکابرین سے حضور دانائے غیوب ﷺ کو دور دراز سے پکارنا، آپ پر درود شریف بھیجنا، اپنی حوائج و مشکلات کیلئے آپ کو وسیلہ پکڑنا اور آپ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں فریادیں کرنا ثابت ہے۔ مزید دلائل کے لیے استاذی معظم، حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف "جاء الحق" نہایت مفید ہے۔ یہ کتاب ہر مسلمان کے گھر میں زیر مطالعہ ہونی چاہیے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ!

بقیہ: امیر المومنین سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"ان جنتیوں کے سینے کے اندر اگر ایک دوسرے کے ساتھ میل تھا بھی تو ہم قیامت والے دن جنت میں پہنچانے سے پہلے وہ میل ان کے سینوں سے نکال دیں گے۔"

آگے فرمایا:

"اِخْوَانًا۔"

"اب وہ بھائی بھائی۔"

"عَلٰی سُرُرٍ۔"

"پلنگوں کے اوپر، تختوں کے اوپر بیٹھے ہوئے۔"

"مُتَقٰبِلِیْنَ۔"

"آمنے سامنے۔"

دلوں کے میل صاف، بھائی بھائی، تختوں کے اوپر بیٹھے ہوئے اور آمنے سامنے۔ تمام اکابر مفسرین کرام، ابن جریر طبری سے لے کر امام جلال الدین سیوطی تک سبھی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں یہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت مولا کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ مجھ علی کے ساتھ جن جن صحابہ کرام کے جھگڑے ہوئے، مجھے امید ہے کہ یہ آیت ہم سب کے بارے میں ہے اور یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ قیامت کے دن میں اگر ہم سب کے سینوں میں وہ میل رہ بھی گیا تو اللہ تعالیٰ وہ میل نکال دے گا اور ہم بھائی بھائی ہوں گے اور تختوں پر بیٹھے ہوئے آمنے سامنے ایک دوسرے کے ساتھ ہم باتیں کر رہے ہوں گے۔ یہ قرآن کریم نے بتایا اور اور مولا کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس کی تفسیر فرمائی۔ اب ایک اور۔ سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دو فرمان اور عرض کرنے ہیں اور بات ختم ہو جائے گی۔

---جاری ہے---

مناقب سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

علامہ ابوالنعمان محمد شفیق احمد مجددی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ لَوۡ کَانَ الۡاِیۡمَانُ عِنۡدَ الثُّرَیَّا لَذَهَبَ بِهٖ رَجُلٌ مِنۡ اَبۡنَاءِ فَارِسَ حَتّٰی یَتَنَاوَلَهٗ۔" (۱)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان اگر ثریا (ستاروں کا گچھا) تک بھی ہوتو اھل فارس میں ایک شخص وہاں جا کر اسے حاصل کرلے گا۔"

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تصنیف "تبیض الصحیفۃ" میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارکہ میں "رجل من ابنائے فارس" سے مراد سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ کا وجود سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعائے برکت ہے۔

جیسا کہ تذکرہ نگار متفق ہیں کہ امام اعظم کی ولادت سے قبل آپ کے دادا جان اپنے بیٹے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت کی اولاد کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

حضرت سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ روزانہ مقام تابع سے سرفراز ہیں (تابعی وہ ہوتا ہے جس نے صحابی رسول کریم ﷺ کی زیارت ہوئی) سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی نہ صرف زیارت کا شرف حاصل کیا بلکہ ان سے احادیث طیبہ بھی سماعت و روایت فرمائیں۔

درج ذیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیات کا شرف حاصل کیا:

۱: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۲: حضرت سیدنا عبداللہ بن حزاء الزبیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۳: حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۴: حضرت سیدنا معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۵: حضرت سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ۔ (۲)

وہ احادیث مبارکہ جو سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت فرمائیں:

۱: "عَنۡ اَبِیۡ حَنِیۡفَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سَمِعۡتُ اَنَسَ بۡنَ مَالِكٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یَقُوۡلُ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوۡلُ طَلَبُ الۡعِلۡمِ فَرِیۡضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسۡلِمٍ۔"

۲: "عَنۡ اَبِیۡ حَنِیۡفَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سَمِعۡتُ اَنَسَ بۡنَ مَالِكٍ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوۡلُ الدَّالُّ عَلَی الۡخَیۡرِ کَفَاعِلِهٖ۔"

۳: "عَنۡ اَبِیۡ حَنِیۡفَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عَنۡ وَاثِلَۃَ عَنِ

۱: "رواہ المسلم"۔

۲: "تبیض الصحیفہ"۔

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا يُرِيْبُكَ۔"

۴: "عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ ﷺ سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا وَلَوْ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ بَنٰى لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔"

مذکورہ احادیث نبی کریم ﷺ اور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے درمیان صرف ایک صحابی کا فاصلہ ہے یہ احادیث آئمہ اور محدثین میں صرف امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس ہیں۔

سیدنا امام اعظم اہل علم کی نظر میں:

۱: حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ نے ابوحنیفہ کو دیکھا ہے؟

فرمایا:

"ہاں وہ ایسے شخص ہیں کہ اس ستون کو سونے کا کہہ دیں تو دلائل سے اسے سونے کا ثابت بھی کر دیں گے۔"

۲: ابوعبیدہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ کو فرماتے سنا:

"جو شخص فقہ کا علم حاصل کرنا چاہے وہ ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کو لازم پکڑے کیونکہ فقہ میں تمام لوگ ابوحنیفہ کے عیال ہیں۔"

۳: ابن ابی داؤد کہتے ہیں کہ:

"امام اعظم ابوحنیفہ کے بارے میں دو طرح کے لوگ طعن کرتے ہیں پہلے وہ جو حاسد ہے دوسرا جو آپ کے مقامات سے جاہل ہے۔"

۴: یزید بن ہارون رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا:

"اے ابو خالد بتائیے کہ آپ نے فقہ میں کوئی عظیم انسان دیکھا ہے؟"

تو آپ نے فرمایا:

"امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔"

اس طرح امام حسن ابو عاصم سے پوچھا گیا کہ:

"کیا امام ابوحنیفہ بڑے فقیہ ہیں یا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ؟"

آپ نے فرمایا:

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ کا شاگرد اور غلام بھی حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ سے زیادہ فقیہ ہے۔"

۵: عبداللہ بن داؤد الخریبی فرمایا کرتے تھے کہ:

"اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ نماز کے بعد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ کے لئے دعا کیا کریں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ نے امتِ مسلمہ کے لیے سنت اور فقہ کی حفاظت فرمائی۔"

۶: جریر بن عبدالحمید فرماتے ہیں کہ مجھے حضرتِ امام مغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ:

"تم اس حلقہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ کے درس میں بیٹھو گے تو تم فقیہ بن جاؤ گے۔"

۷: امام شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا:

"ایک دن میں نے علماء قریش سے جو مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں مشہور تھے پوچھا کہ آپ کے نزدیک ابوحنیفہ کا کیا مقام ہے؟"

وہ فرمانے لگے:

"ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ فقہ کے میدان کے مرد ہیں۔ وہ ہم سب پر غالب آجاتے ہیں۔ جہاں ہماری زبانیں رک جاتی ہیں وہ مسئلہ کو آگے بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ ہم نے آج تک کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو ان پر غالب آیا ہو۔"(۳)

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ کے چند معروف اساتذہ کرام:

۱: سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ کے اساتذہ میں ایک شخصیت حضرت سیدنا امام محمد الباقر بن علی زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جو کہ آئمہ اہل بیت میں سے ہیں اور فقہ و حدیث کے جلیل القدر عالم ہیں کچھ حاسدین نے امام محمد الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ کے خلاف بھڑکایا اور کہا کہ یہ شخص احادیث کو چھوڑ کر قیاس پر عمل پیرا ہے۔

جب ملاقات ہوئی اور امام محمد الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے

۳: "مناقب الامام الاعظم لابن موفق"۔

گفتگو فرمائی اور حقیقت حال واضح ہو جانے کے بعد امام باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے سیدنا امام اعظم کو گلے سے لگایا اور احترام کے ساتھ انہیں ساتھ بٹھالیا۔

۲: خانوادہ نبوت کے چشم و چراغ امام سیدنا جعفر صادق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سیدنا امام اعظم کا تعلق جو کہ سیدنا امام باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ قائم ہوا آپ نے وہی رابطہ امام باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لخت جگر سیدنا امام جعفر صادق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے قائم رکھا۔ حالانکہ امام جعفر صادق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ امام صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ ہم عمر تھے۔

۳: حضرت عطاء بن ابی رباح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ یہ بزرگ حدیث رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ کی فقہی آراء کے ماہر ہیں۔ جو کہ سیدنا امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ کے اساتذہ میں ہیں۔

۴: حضرت حماد بن ابی سلیمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ یہ بزرگ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے علوم کے وارث تھے، سیدنا امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ نے بارہ برس تک آپ سے علوم حاصل کیے۔(۴)

امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ اور احادیث نبوی:

جیسا کہ گزشتہ سطور میں آپ مطالعہ کر چکے ہیں کہ سیدنا امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ تابعی ہیں اور صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ سے احادیث روایت بھی فرمائی ہیں۔ اور آپ نے فقہ میں قرآن وحدیث اور اجماع امت کو اپنایا ہے۔ ان کے بعد قیاس کی طرف رجوع فرمایا ہے کچھ معاندین اعتراض کرتے ہیں کہ امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ صرف قیاس اور ذاتی رائے سے مسائل اخذ کرتے۔ اس اعتراض کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ امام یحییٰ بن حاجب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں میرے پاس احادیث مبارکہ کے مجموعوں کے بے شمار صندوق ہیں ان میں چند صندوق ایسے ہیں جن کی روشنی میں مجھے علم فقہ کی ترتیب اور تحصیل میں مدد ملی۔

۱: امام حسن بن زیاد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ نے چار ہزار احادیث روایت فرمائی ہیں۔ انہوں نے دو ہزار احادیث اپنے استاذِ مکرم حضرت حماد بن سلیمان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ سے اور باقی دوسرے اساتذہ کرام سے حاصل کیں۔

۲: خود سیدنا امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ کا فرمان ہے کہ کسی مسئلہ کا حکم کتاب اللہ اور حدیث رسول کریم ﷺ سے ملتا ہے تو اس کی پابندی میں سرِ تسلیم خم کرتا ہوں اور ایک بال برابر بھی تجاوز نہیں کرتا اور جس مسئلہ میں صحابہ کرام کا اختلاف دیکھتا ہوں ان میں اکثریت کے قول کو لیتا ہوں۔ اور اگر پھر بھی کسی مسئلہ کا حل نہ ملے تو اہل علم جو راسخون فی العلم ہیں ان سے رجوع کرتا ہوں اور ان کے قول لیتا بھی ہوں اور رد بھی کرتا ہوں کیونکہ وہ رجال ہم بھی رجال (تابعی) ہیں۔

۳: زہیر بن معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ:

''ایک دن میں حضرت امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ کی بارگاہ میں حاضر تھا ایک شخص مسجد کے کونے میں قیاس کے خلاف تقریر کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ قیاس کی کوئی حقیقت نہیں۔ تو سب سے پہلے قیاس ابلیس نے کیا تھا، امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس شخص کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا تم نے صحیح بات کو غلط راہ پر لگا دیا ہے، ابلیس نے کب قیاس کیا تھا؟ اس نے تو اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کی خلاف ورزی کی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا تو اس نے نافرمانی کی۔ ہم لوگ مسئلہ کے حل کے لئے قرآن و سنت اور اجماع امت سے رہنمائی لیتے ہیں۔ اگر نہ ملے تو ایسا قیاس کرتے ہیں جو قرآن و سنت کے قریب ترین ہو۔ ہماری اس کوشش کو تم غلط بیانی سے تبدیل نہیں کر سکتے وہ شخص اٹھا اور امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ کو کہنے لگا میں اپنی غلط بیانی سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ کا دل روشن ہے آپ نے میرے دل کو روشن کر دیا۔(۵)

ان حقائق کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ ہر مسئلہ کو قیاس سے حل نہیں کرتے تھے بلکہ جہاں ضرورت ہوتی تو قیاس کرتے تھے۔

۴: ''امام الاعظم'' ابوزہرہ مصری۔

۵: ''مناقب امام اعظم لابن موفق''۔

سیدنا امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ کے چند علمی نکات:

۱: ایک خاتون حضرت سیدنا امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ:

''میرا بھائی فوت ہوگیا اور چھ سو دینار ترکہ چھوڑ گیا ہے مال سے مجھے صرف ایک دینار ملا ہے۔''

امام اعظم نے فرمایا:

''ترکہ کی تقسیم کس نے کی تھی؟''

اس نے کہا:

''حضرت داؤد طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ نے۔''

آپ نے فرمایا:

''تمہارا یہی حق بنتا تھا۔ تمہیں اس پر اکتفا کرنا چاہیے۔''

اس نے کہا:

''کیسے؟''

فرمایا:

''تیرے بھائی کی دو بیٹیاں ایک بیوی بارہ بھائی والد اور ایک بہن ہے۔''

کہنے لگی:

''ہاں۔''

صرف یہی وارث ہیں تو آپ نے فرمایا:

''بیٹوں کے حصہ کی دو تہائیاں چھ سو سے چار سو لے گئی۔ اور ماں کو چھٹا حصہ ملا ایک سو دینار اس کو ملے۔ بیوی کو آٹھواں حصہ ملاوہ ۷۵ دینار لے گئی باقی ۲۵ دینار بچے ۲/ ۲ دینار بارہ بھائیوں کو ملے، ایک دینار بچا جو تم کو ملا یہی تمہارا حصہ ہے۔''

۲: ایک شخص نے امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانہ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کہا کہ:

''چند دنوں بعد معجزہ بیان کروں گا۔''

امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ نے اعلان کروا دیا کہ:

''اس جھوٹے شخص سے دلیل مانگنا بھی کفر ہے کیونکہ یہ نص شرعی کے خلاف دلیل مانگنا ہے۔''

۴: ابو حمزہ سکری فرماتے ہیں:

''مجھے ابراہیم صالح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک ہزار مسائل لکھ کر دیے، تاکہ میں اس کا جواب امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ سے دریافت کروں میں حاضر ہوا ایک ایک مسئلہ بیان کرتا آپ جواب دیتے جاتے میں حیران رہ گیا کہ مسائل فقہ کا یہ بحر بے کراں کس انداز سے مسائل حل کرتا جاتا ہے۔''

سیدنا امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ کی مروت:

حضرت امام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ سے بڑھ کر کسی کو سخی نہیں دیکھا۔ ایک دن جرأت کر کے میں نے آپ کے سامنے کہہ دیا کہ میں نے آپ جیسا سخی نہیں دیکھا۔''

آپ نے فرمایا:

''کاش تم میرے استاد کو دیکھ لیتے وہ بہت بڑے سخی تھے۔''

۱: ولید بن قاسم فرماتے ہیں کہ:

''امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ ریشمی کپڑوں کا کاروبار کرتے اور اپنے احباب و تلامذہ کی خدمت کرتے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتے اور مالی امداد اور تعاون فرماتے جس چیز کی ضرورت ہوتی خود معلوم کر کے انہیں پہنچاتے۔''

۲: عبداللہ بن عمر الرقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ:

''حضرت امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ کو ایک بٹوا بطور تحفہ بھیجا جو سارے کوفہ میں نہیں ملتا تھا آپ نے اس کے بدلہ میں ایسا نفیس کپڑا بھیجا جو پورے عراق میں نہیں ملتا تھا۔''

۳: اسماعیل بن حماد بن امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ (جو کہ آپ کے پوتے ہیں) فرماتے ہیں:

''جب میرے والد حضرت حماد نے علمی مراحل سے فراغت پائی تو امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ کے استاذ کو ۵۰۰ سو درہم پیش کیے۔

''کتاب الکامل'' میں ہے:

"امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے بیٹے کے استاذ کو سورۃ الفاتحہ پڑھانے پر ایک ہزار درہم کا نذرانہ پیش کیا۔اتنی کثیر رقم دیکھ کر استاذ نے کہا جناب میں نے کونسا کارنامہ سرانجام دیا کہ آپ اتنی رقم دے رہیں ہیں؟"

آپ نے فرمایا:

"تم نے میرے بیٹے کو جو دولت عنایت کی ہے اس کے سامنے یہ نذرانہ تو بہت حقیر ہے۔اگر اس سے زیادہ ہوتا تو وہ بھی پیش کر دیتا۔"(۶)

۴: حضرت فضیل بن عیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ:

"امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے وقت کے فقیہ ہی نہیں بلکہ فقہانِ وقت کے امام تھے تقویٰ اور ورع میں آپ بے مثال تھے مال دولت کے مالک تھے اور غربا مساکین کے مددگار تھے آپ کے پاس جو بھی مفلوک الحال آتا اسے خالی نہ جانے دیتے آپ خصوصی طور پر طلباء اور اساتذہ اور علماء پر بڑا خرچ کرتے اور رات دن محنت کرتے شب بیداری میں مصروف رہتے کم گو اور خاموش طبع کے مالک تھے ،حلال وحرام کے مسائل پر بڑی تفصیل سے گفتگو فرماتے آپ بادشاہ اور امراء کے درباروں سے دور رہتے۔"(۷)

تاریخ بغداد میں ہے کہ:

"امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ تجارت کے نفع سے شیوخ اور محدثین کرام کی ضروریات زندگی،لباس خوراک پر خرچ کرتے اور جو رقم بچ جاتی ان کو ہدیہ فرماتے اور ارشاد فرماتے:

"اس رقم کو رکھ لیں اور خدا کا شکر بجالاتے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔میرا اس میں کچھ نہیں ہے۔"

سیدنا امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ،رمضان المبارک میں ساٹھ قرآن مجید ختم فرماتے ۔بے شمار حج ادا فرمائے اس کے ساتھ ساتھ علم کی روشنی کو چار دانگ عالم پھلایا۔اور حدیث رسول ﷺ کا مصداق بنے کہ علم ثریا کی بلندی پر ہوا تو میری امت کا ایک شخص اسے حاصل کرلے گا۔

یہ مختصر تحریر سیدنا امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُ کی حیاتِ مبارکہ اور آپ کے کارہائے نمایاں کی عظمتوں کے سامنے رائی کے ایک دانہ سے بھی کم ہے۔تاہم نذرانہ عقیدت ضرور ہے۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

1974 کا آئین اور قادیانی

1974 کے آئین کے مطابق کون کون سی پابندیاں ہیں قادیانیوں پر۔۔۔۔؟

۱: قادیانی اپنی عبادت گاہوں کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔

۲: آذان نہیں دے سکتے۔

۳: وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔

۴: اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔

۵: اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتے۔

قادیانی اس قانون کو ختم کرنے کی سازش کر رہے ہیں۔اس لئے ہم نے اس قانون کو عام کرنا ہے۔ کیونکہ ختم نبوت کا تحفظ ہمارا ایمان ہے۔

۶:"مناقب امام اعظم"۔

۷:"مناقب امام اعظم"۔

ایسا ذبیحہ حلال ہے یا حرام ہے

- کیا چھری پر بسم اللہ اللہ اکبر لکھ دینے سے ذبیحہ پر تکبیر پڑھنے کی شرط پوری ہو جاتی ہے؟
- کیا بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر کی ریکارڈ شدہ آواز سے ذبیحہ پر تکبیر پڑھنے کی شرط پوری ہو جاتی ہے؟
- ابتداً چند جانوروں پر تکبیر پڑھنا اور باقی کو بغیر تکبیر پڑھے ذبح کرنا کیسا ہے؟

علامہ مفتی محمد عبد السلام ہاشمی نقشبندی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا چھری پر بسم اللہ اللہ اکبر لکھ دینے سے ذبیحہ پر تکبیر پڑھنے کی شرط پوری ہو جاتی ہے؟

الاستفتاء:

ا: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع کہ چھری پر بسم اللہ اللہ کبر لکھ کر بغیر تکبیر پڑھے ایسی چھری سے جانور ذبح کرنا کیسا ہے؟

السائل: عبداللہ، گجرات

بِعَوْنِ الْعَلَّامِ الْمِنْعَامِ الْوَهَّابِ

الجواب

ا: چھری پر تکبیر یعنی بسم اللہ اللہ اکبر لکھ کر زبان سے پڑھے بغیر اگر جانور ذبح کیا تو وہ جانور حرام ومردار ہوگا، کیونکہ اللہ کا حکم ہے:

"فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ۔"(۱)

"تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔"

آگے فرمایا:

"وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ۔"(۲)

"اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا اور وہ بے شک حکم عدولی ہے۔"

یہ آیات نص ہیں کہ جن جانوروں پر بوقت ذبح اللہ کا نام ذکر کیا جائے ان کا کھانا حلال اور جن پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے ان کا کھانا حرام ہے۔ ان آیات سے ثابت ہوا کہ جانور کو ذبح کرتے وقت ذبح کرنے والے کیلئے ذبح کی نیت سے اللہ کا نام ذکر کرنا شرط ہے۔

جیسا کہ امام ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں:

"اِنَّ التَّسْمِيَةَ عَلَى الذَّبِيْحَةِ شَرْطٌ بِالنَّصِّ وَذٰلِكَ بِالْعَقْدِ وَصِحَّةُ الْعَقْدِ بِالْمَعْرِفَةِ۔"(۳)

"ذبیحہ پر اللہ کا نام ذکر کرنا قرآن کی نص کیساتھ شرط ہے۔ اور اللہ کا نام کا ذکر کرنا (بسم اللہ اللہ اکبر) ارادے اور نیت کیساتھ ہو حالانکہ نیت کا صحیح ہونا اس فعل کے علم کیساتھ موقوف ہے۔"

ذبح کرنیوالے پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام ذکر کرنا شرط ہے اور اسی نیت سے ذکر کرنا شرط ہے تنہا اللہ کا نام ذکر کرے یا نام کیساتھ صفت بھی ذکر کرے مثلاً صرف بسم اللہ کہے یا صرف اللہ اکبر وغیرہ کہے جانور بہر صورت حلال ہوگا۔ البتہ مستحب یہ ہے کہ ذابح بسم اللہ اللہ اکبر پڑھے چونکہ چھری پر یا ذبح کے آلات پر بسم اللہ اللہ اکبر لکھ دینے سے "فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ" کی شرط نہیں پائی جاتی،

۱: "الانعام" ۶: ۱۱۸۔

۲: "الانعام" ۶: ۱۲۱۔

۳: "ردالمختار" کتاب الذبائح، ۸/۳۰۶، مکتبہ السبحانیہ، کوئٹہ۔

لہٰذا "اذا فات الشرط فات المشروط" کے تحت ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔

جب ذابح چھری یاذبح کے آلات پر تسمیہ (تکبیر) لکھے ہونے پر اکتفا کرے اور خود اپنی زبان سے نہ پڑھے تو گویا اس نے اللہ کا نام ذکر کرنے کو خود جان بوجھ کر ترک کیا ہے اور جان بوجھ کر تسمیہ کو ترک کرنے سے ذبیحہ بالاتفاق حرام ہوتا ہے۔

چنانچہ امام ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو جو ذبیحے حرام ہیں کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"اَمَّا تَارِكُ التَّسْمِيَةِ عَمَدًا فَلِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ.... وَقَالَ اَبُوْيُوْسُف وَالْمَشَائِخ اِنَّ مَتْرُوْكَ التَّسْمِيَةِ عَمَدًا لَا يَسُوْغُ فِيْهِ الْاِجْتِهَادُ حَتّٰى لَوْقَضَى الْقَاضِيْ بِجَوَازِ بَيْعِهٖ لَا يَنْفُذُ قَضَاءُهٗ لِكَوْنِهٖ مُخَالِفًا لِلْاِجْمَاعِ۔"(۴)

"جان بوجھ کر اللہ کا نام ذکر کرنے کو ترک کرنے سے بھی ذبیحہ حرام ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا۔۔۔۔۔ امام ابو یوسف اور دیگر مشائخ کرام نے فرمایا جان بوجھ کر اللہ کا نام ترک کئے ہوئے میں اجتہاد کو راہ نہیں، یہاں تک کہ اگر قاضی ایسے ذبیحے کو فروخت کرنے کی اجازت دے تو اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا کیونکہ یہ بات اجماع کے خلاف ہے۔"

اسی طرح امام علاؤ الدین ابوبکر بن سعود الکاسانی المعروف "ملک العلماء" المتوفی ۵۸۷ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں:

"فَمِنْهَا اَنْ تَكُوْنَ التَّسْمِيَةُ مِنَ الذَّابِحِ حَتّٰى لَوْسَمّٰى غَيْرُهٗ وَالذَّابِحُ سَاكِتٌ وَهُوَ ذَاكِرٌ غَيْرُ نَاسٍ لَا يَحِلُّ لِاَنَّ الْمُرَادَ من قَوْلِهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ اَيْ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ مِنَ الذَّابِحِ فَكَانَتْ مَشْرُوْطَةً فِيْهِ۔"

"فَمِنْهَا اَنْ يُرِيْدَ بِهَا التَّسْمِيَةَ عَلَى الذَّبِيْحَةِ فَاِنَّ مَنْ اَرَادَ بِهَا التَّسْمِيَةَ لِاِفْتِتَاحِ الْعَمَلِ لَا يَحِلُّ لِاَنَّ اللهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَمَرَ بِذِكْرِ اسْمِ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ فِي الْاٰيَاتِ الْكَرِيْمَةِ وَلَا يَكُوْنُ ذِكْرُ اسْمِ اللهِ عَلَيْهِ اِلَّا وَاَنْ يُرَادَ بِهَا التَّسْمِيَةُ عَلَى الذَّبِيْحَةِ۔"(۵)

"ایک شرط یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھنا ذابح کی طرف سے ہو حتیٰ کہ اگر ذابح کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھی جبکہ ذابح خاموش رہا حالانکہ وہ جانتا ہے وہ بھولا نہیں تو وہ جانور حلال نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قول "لاتاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ" یعنی وہ جانور جس پر ذابح کی طرف سے اللہ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو تو وہ جانور حلال نہ ہوگا۔ تو ذبیح پر وقت ذبح اللہ کا نام لینا شرط ہوا۔"

"ایک شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا ذبیحہ پر بسم اللہ اکبر پڑھنے کی نیت کرے کیونکہ جس نے تسمیہ سے کام کا آغاز کرنے کی نیت کی تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا نام جانور پر ذکر کرنے کا حکم دیا ہے تو اللہ کا نام جانور پر اس وقت تک ذکر نہ ہوگا جب تک ذبیحہ پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنے کی نیت نہ کرے۔"

صرف چھری یا مشین کے بلیڈ پر بسم اللہ اللہ اکبر لکھے ہوئے پر اکتفا کرتے ہوئے زبان سے تسمیہ کو ترک کرنے والا جان بوجھ کر تسمیہ کو ترک کرنے والا قرار پائے گا لہٰذا ایسا ذبیحہ حرام ہے جس کا کھانا جائز نہیں۔ فقط۔ وَاللهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهُ الْاَكْرَمُ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔

کیا بسم اللہ اللہ اکبر کی ریکارڈ شدہ آواز سے ذبیحہ پر تکبیر پڑھنے کی شرط پوری ہو جاتی ہے؟

الاستفتاء:

کیا فرماتے علماء کرام ومفتیان شرع کہ بسم اللہ اللہ اکبر ریکارڈ کر کے یا ریکارڈ کی آواز پر چھری سے بغیر زبان سے تکبیر پڑھے جانور کو ذبح کرنا جائز ہے یا نا جائز؟

السائل:

عبداللہ، گجرات

بِغَوْثِ الْعَلَّامِ الْمِنْعَامِ الْوَهَّابِ

الجواب

ٹیپ ریکارڈ میں بسم اللہ اللہ اکبر کی ریکارڈ شدہ آواز ہو اس آواز پر ہی اکتفا کرتے ہوئے ذبح کرنیوالا اپنی زبان سے تسمیہ وتکبیر پڑھے بغیر ذبح کردے تو وہ ذبیحہ حلال نہ ہوگا حتی کہ پاس کھڑا یا ذبح میں معاونت کرنے والا کوئی مسلمان باآواز بلند بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ بھی دے تو بھی ذبیحہ حلال نہ ہوگا کیونکہ بوقتِ ذبح خود ذابح کا تسمیہ پڑھنا شرط ہے جیساکہ پیچھے گزر چکا ہے جبکہ یہاں تسمیہ پڑھنے والا ذبح کرنے والا نہیں اور جو ذبح کررہا ہے وہ جان بوجھ کر تسمیہ کو ترک کررہا ہے، جب ذبح کرنے والے کو دوسرے مسلمان کی حقیقی تسمیہ وتکبیر کفایت نہیں کرتی تو ریکارڈ شدہ آواز کیسے کفایت کرے گی۔لہٰذا ایسا ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔فقط۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهُ الْاَکْرَمُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔

ابتداءً چند جانوروں پر تکبیر پڑھنا اور باقی کو بغیر تکبیر پڑھے ذبح کرنا کیسا ہے؟

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع کہ عام مشہور ہے مرغ ذبح کرنیوالے ایک یا چند پر تکبیریں پڑھ لیتے ہیں باقی کو بغیر تکبیر پڑھنے کے ذبح کرتے ہیں، ایسے مرغوں کے بارے میں حکمِ شرعی کیا ہے؟

السائل: عبداللہ، گجرات

بِغَوْثِ الْعَلَّامِ الْمِنْعَامِ الْوَهَّابِ

الجواب

جن مرغوں یا جانوروں پر تکبیر پڑھ کر ذبح کیا گیا وہ تو حلال ہیں اور جن کو بغیر تکبیر کے ذبح کیا گیا وہ حرام ہیں حتی کہ ایک جانور پر پڑھی گئی تکبیر دوسرے جانور کو کفایت نہیں کرے گی۔

چنانچہ "فتاوی شامی" میں ہے:

"وَلَوْ ذَبَحَ شَاتَيْنِ فَسَمّٰى عَلَى الْاَوَّلِ دُوْنَ الثَّانِيَةِ تَحِلُّ الْاُوْلٰى دُوْنَ الثَّانِيَةِ۔"(٦)

"اگر کسی نے دو بکریاں ذبح کیں پہلی پر تو اس نے بسم اللہ پڑھ لی دوسری پر نہ پڑھی پہلی حلال ہے دوسری حلال نہیں"۔

اسی طرح امام علاؤالدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی المعروف "ملک العلماء" المتوفی ۵۸۷ھ رحمۃ اللہ تعالی رقم طراز ہیں:

"فِي الْاَصْلِ: اَرَاَيْتَ الذَّابِحَ يَذْبَحُ الشَّاتَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فَيُسَمِّي عَلَى الْاَوَّلِ وَيَدَعُ التَّسْمِيَةَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ عَمَدًا قَالَ يَاْكُلُ الشَّاةَ الَّتِيْ سَمّٰى عَلَيْهَا وَلَا يَاْكُلُ مَاسِوَا ذٰلِكَ لِمَا بَيَّنَّا۔"

"اصل" میں ہے: سوال کیا گیا کہ آپکا کیا خیال ہے کہ ذابح نے دو تین بکریاں ذبح کیں پہلی پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا، دوسری بکریوں پر جان بوجھ کر چھوڑ دیا۔فرمایا جس بکری پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا اسے کھائے اور دوسری بکریوں کو نہ کھائے جیساکہ ہم نے بیان کیا ہے"۔

اگر واقعی ایسی ہی صورت حال ہے تو ضروری ہے کہ آدمی زندہ مرغی یا جانور خریدے پھر اپنے ہاتھ سے اسے ذبح کرے، یا کسی صحیح العقیدہ مسلمان سے شرائط کو ملحوظ رکھ کر ذبح کرائے۔

فقط۔وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهُ الْاَکْرَمُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔

کتبہ

مفتی محمد عبدالسلام ہاشمی نقشبندی

دارالافتاء "الجامعۃ الاشرفیۃ" گجرات

٦: "ردالمختار" کتاب الذبائح، ۸/۳۰۷۔

حضرت سیدنا امیر المؤمنین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

پہلی قسط

شیخ الحدیث والتفسیر خواجہ پیر مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی

نوٹ: یہ مضمون حضور قبلہ مفتی اعظم دامت برکاتہم العالیہ کے ۱۹۹۷ء میں انگلینڈ میں منعقدہ "امیر معاویہ کانفرنس" کے اندر کیے گئے بیان کو تحریری صورت میں لا کر شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضراتِ گرامی قدر! صحابی وہ خوش نصیب مسلمان ہے جسے حالتِ ایمان میں حضور نبی اکرم ﷺ کا دیدار یا اگر ظاہری آنکھیں نہیں ہیں تو سرکار کی بارگاہ کی صحبت نصیب ہوئی اور ایمان پر ہی اس کا خاتمہ ہو۔

"قرآنِ مجید" نے کل صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے بارے میں یہ گارنٹی دی ہے:

"رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ۔"(۱)

"اللہ اُنکے ساتھ راضی ہوا اور وہ اللہ کے ساتھ راضی ہوئے۔"

کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اللہ ایک پر راضی ہو گیا اُس کے بعد پھر اُن کے کسی عمل کی بنا پر ناراض ہو گیا ہو گا اور مبتلاءِ عذاب کر دے گا۔

چنانچہ اس وہم کا سدِ باب کرتے ہوئے یہ فرمادیا:

وَاَعَدَّ لَھُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَھَا الۡاَنۡھٰرُ۔"(۲)

"اور اللہ نے اُنکے لیے جنتیں تیار کی ہیں۔" جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔

جنتیں مرنے کے بعد ملیں گی یا پہلے؟ (بعد میں۔ حاضرین)

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ فی الفور جب یہ آیت اُتری اُس وقت یہ گارنٹی دی کہ اللہ اُن کے ساتھ راضی اور وہ اللہ کے ساتھ راضی۔ اور آئندہ کے لیے یہ گارنٹی دی کہ جنت اُنکے لیے ہے اور وہ جنت کے لیے ہیں۔ پھر جنت سے نکل سکتے ہیں؟ فرمایا:

"خٰلِدِیۡنَ فِیۡھَاۤ اَبَدًا۔"(۳)

"وہ اس جنت کے اندر ہمیشہ رہیں گے ہمیشہ۔"

کبھی بھی جنت سے نکلیں گے نہیں۔ یہ بشارتیں نبی اکرم رؤف ورحیم ﷺ کے ہر ہر صحابی کے لیے وارد ہوئی، ہر ہر صحابی کے لیے۔ (بے شک۔ حاضرین) اب سیدنا امیر المؤمنین امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ذاتِ گرامی بالیقین حضراتِ صحابہ کرام میں شامل اور داخل ہی نہیں بلکہ صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے گروہ کے اندر ان کو کئی ایک اِمتیازات بھی حاصل ہیں، اِمتیازی شان اور اِمتیازی مقامات بھی حاصل ہیں۔

لہٰذا اس آیت کے اندر جو بشارت وارد ہوئی اللہ صحابہ سے راضی صحابہ اللہ سے راضی دُنیا میں اور آخرت کے اندر اُن کے لیے جنتیں تیار ہیں اور وہ جنتوں کے اندر ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ساری کی ساری بشارتیں جیسا کہ دیگر تمام صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے لیے ہیں باقاعدہ طور پر یہ ساری کی ساری بشارتیں حضرت سیدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لیے بھی ثابت ہیں۔ یہ رب کا قرآن ہے جس نے حضور (ﷺ) کے ہر صحابی

۱: "سورۃ التوبۃ": ۱۰۰۔

۲: "سورۃ التوبۃ": ۱۰۰۔

۳: "سورۃ التوبۃ": ۱۰۰۔

کے لیے یہ گارنٹی دی ہے۔شاید کوئی کہے کہ معاذ اللہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابی ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

آجکل جب آدمی بھٹکتے ہیں تو پتا نہیں کیا کیا بکتے ہیں، پتا نہیں کیا کیا اپنی زبان سے کہتے ہیں۔میرے ساتھ اسی بارے میں ایک مرتبہ گفتگو ہوئی کسی صاحب کی تو وہ کہنے لگا کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلمان ہونا،صحابی ہونا ثابت کرو۔میں نے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ تم مانتے کس چیز کو ہو؟ تاکہ میں اُس میں سے کوئی ثبوت دوں۔تو وہ کہنے لگا کہ میں اللہ کے قرآن کو مانتا ہوں۔میں نے کہا اور کچھ؟

کہنے لگا کہ نہیں بس اُس کے علاوہ کچھ نہیں مانتا۔میں نے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ کسی کو صحابی مانتے بھی ہو یا کہ نہیں؟

کہنے لگا کہ ہاں مانتا ہوں۔

کس کو مانتے ہو؟ حضرت بلال حبشی کو مانتا ہوں، سلمان فارسی کو مانتا ہوں، ابوذر غفاری کو مانتا ہوں، مقداد بن اسود کو مانتا ہوں، علی المرتضیٰ شیر خدا کو مانتا ہوں، حسنین کریمین کو مانتا ہوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔جب یہ کہا تو میں نے کہا کہ اچھا پھر میرا سوال اُلٹ کر تیرے اُوپر وارد ہوا کہ جو تو نے اصول بنایا ہے کہ سوا قرآن کے اور کسی کی بات نہیں مانتی تو جن کو تو صحابی مانتا ہے، جن کو تو نے صحابی تسلیم کیا ہے پہلے اُن کی صحابیت کا ثبوت قرآن سے دِکھاؤ۔پورے قرآن میں نہ حضرت بلال کا نام ہے، نہ حضرت سلمان کا نام ہے، نہ ابوذر کا نام ہے، نہ مقداد کا نام ہے، نہ حضرت علی کا نام ہے، نہ حضرت حسن کا نام ہے، نہ حضرت حسین کا نام ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔اِن میں سے کسی کا نام نہیں۔میں نے کہا پہلے اِن کا مسلمان ہونا،صحابی ہونا قرآن سے دِکھادو۔اب وہ سٹپٹایا، بڑا ہو گیا۔

کہنے لگا کہ اچھا اب تو حدیث بھی مان لوں گا۔میں نے کہا اب آئی نا بات راستے پر کہ قرآن میں صحابہ کے ناموں کی فہرست تھوڑی ہے وہ تو قانون کی کتاب ہے، وہ تو کتابِ ہدایت ہے، اُس نے اجمالی شکل میں سب صحابہ کے بارے میں قوانین ارشاد فرما دیئے لیکن یہ نہیں کہ اب سارے صحابہ کرام کے ناموں کی فہرستیں بھی قرآنِ پاک بیان کرے،یہ تو قرآن کی ذمہ داری نہیں لیکن احادیث کے اندر تفصیل ہے۔سو یہ درست ہے کہ احادیث جو ہیں اُن کی روشنی میں ہم یہ باقی مسائل کو طے کر سکتے ہیں۔سو اس ضمن میں حضرت امیر المؤمنین مولا علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی جتنی فضیلتیں ہیں صحابیت اور آپ (ﷺ) کے اہلِ بیت کا مایۂ ناز فرد ہونا اور جس قدر بھی آپ کے فضائل ہیں وہ سارے فضائل احادیث پاک کو اگر سامنے نہ رکھا جائے تو اُس سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی۔اسی طرح دیگر صحابہ کرام کے بارے میں اور جملہ اہلِ بیت کے بارے میں احادیث جو ہیں جو اس تمام تفصیلات کے ساتھ بحث کرتی ہیں، تمام تفصیلات پر چلتی ہیں۔سو اس ضمن میں میں نے اُس کو حدیث دِکھائی میں نے کہا کہ خاصۂ اہلِ بیت حضور نبی اکرم ﷺ کے اہلِ بیت، سرکارِ دوعالم ﷺ کے چچازاد، حضور کے کزن، حضور کے مرید بھی، شاگرد بھی اور صحابہ کرام میں ترجمان القرآن لقب پانے والے بھی اور رئیس المفسرین کے لقب سے ملقب بھی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔یہ حضور کے اہلِ بیت میں سے مولائے کائنات شیر خدا حضرت سیدنا علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بھی سرکارِ دوعالم ﷺ کے چچازاد بھائی اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی سرکارِ دوعالم ﷺ کے بھی اور حضرت علی المرتضیٰ ص کے بھی چچازاد بھائی ہیں اُن کا ارشادِ گرامی صحیح البخاری کے اندر موجود ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا لقب حاصل کیے ہوئے ہے۔حضرت عکرمہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد ہیں اُنھوں نے ایک مرتبہ وِتر کے مسئلے پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کے اُوپر اعتراض کیا کہ وہ وِتر کس طریقے سے پڑھتے ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ:

عکرمہ منہ بند کر۔

"إنه فقيه۔"(۴)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تجھے اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں اس لیے کہ وہ مجتہدین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہیں اور ایک مجتہد کو دوسرے مجتہد کے اجتہاد

۴: "صحیح البخاری" ح: ۳۷۶۵۔

کے اُوپر اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے۔ ہر مجتہد کے لیے اپنا اپنا اجتہاد۔ امام ابوحنیفہ اپنے اجتہاد پر عمل کریں گے، امام شافعی اپنے اجتہاد پر عمل کریں گے اور دونوں بھائی بھائی، دونوں آپس میں پیار بھی کریں اور محبت بھی کریں گے لیکن اجتہاد اپنا اپنا ہے۔ جو امام ابوحنیفہ کے پیروکار ہیں وہ اُن کے اجتہاد کے مطابق عمل کریں گے، جو امام شافعی کے پیروکار ہیں وہ اُن کے اِجتہاد کے مطابق عمل کریں گے۔"

ارشاد فرمایا:

"إنه فقیه۔"

امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فقہا صحابہ میں سے ہیں اور ائمہ شارحین نے یہ لکھا ہے کہ صحابہ کرام میں فقیہ اُس کو کہا جاتا ہے جو مجتہد اِمام ہو۔ صحابہ کرام میں کوئی فقیہ غیر مجتہد نہیں ہوتا۔"

ایک دُوسری روایت جو اِسی صحیح بخاری کے اندر موجود ہے آپ نے فرمایا کہ:

"فَاِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔"(۵)

"اُن کے بارے میں بات نہ کرو اِس لیے کہ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کا شرف حاصل ہے۔"

تو یہ بخاری شریف کی صحیح الاسناد حدیث ہے اِس حدیث کے اندر اہلِ بیت کرام میں سے ایک بلند پایہ بزرگ سیدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا یہ اعلان فرما رہے ہیں کہ سیدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یقیناً صحابی ہیں یقیناً صحابی ہیں اور جب صحابی ہیں تو صحابہ کے لیے یہ بشارت:

" رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اور وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ۔"

اور آگے پھر:

"خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا۔"

یہ تینوں بشارتیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر صحابی کے لیے ہیں۔ اور ایک وہ بات جو غالباً حضرت فاروق شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کہہ گئے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت اُمِ حبیبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا اُمِ حبیبہ آپ کی کنیت ہے اور آپ کا نام ہے حضرت رملہ۔ اُن کے بھائی ہیں سیدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تو ماں کا جو بھائی ہوتا ہے وہ کون ہوتا ہے؟ ماموں ہوتا ہے۔ یہ صرف ہمارے منہ کی بات نہیں بلکہ مولانا علامہ جلال الدین رُومی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنی مثنوی کے اندر ایک مقام پر خالِ مومناں کہہ کے باقاعدہ عنوان قائم کیا ہے حضرت سیدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں اور اُن کی وہ مشہور کرامت بیان کی ہے وہ شیطان کے ساتھ جو قصہ ہوا تھا اُس کرامت کا آپ نے ذکر کیا اور فرمایا کہ آپ مومنین کے ماموں جان ہیں۔ یہ تو آپ سن چکے میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ماموں دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک ماموں ہوتا ہے خون کے رشتے سے، مگر یہ ماموں خون کے رشتے سے نہیں۔ کون سے رشتے سے ماموں ہیں؟ ایمان کے رشتے سے:

"وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ۔"(۶)

اُمہات المؤمنین اُمہات کی اضافت مؤمنین کی طرف یہ بتا رہی ہے کہ یہاں یہ ماں اور بیٹے کا تعلق ہے اُس کی بنا ایمان ہے۔ تو حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ قیامت تک کے جملہ اہلِ ایمان کے ماموں خون کے رشتے کے لحاظ سے نہیں، نسبی رشتے کے لحاظ سے نہیں بلکہ ایمان کے لحاظ سے ہیں اور یہ فرق میں کیوں واضح کرنا چاہتا ہوں اِس لیے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر خون کے رشتے کا جو ماموں ہے اُس ماموں کو گالی دو گے تو تمہارا تمہارے ننھیال کے ساتھ رشتہ کٹ جائے گا لیکن اگر ایمان کے لحاظ سے ماموں کو گالی دو گے تو تمہارا ایمان کا رشتہ کٹ جائے گا۔ وہاں پر خطرہ ہے تمہارے ننھیال کے رشتے کے ختم ہونے کا اور یہاں پر خطرہ ہے رشتۂ ایمان کے ختم ہونے کا۔ یہ ایمان کے ماموں ہیں یہ خون کے رشتے کے لحاظ سے ماموں نہیں ہیں۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھیے۔ اور یہ غالباً عصر سے پہلے حضرت مفتی عبدالرسول صاحب نے خطاب کیا تھا اور اُنھوں نے قرآن

۵: "صحیح البخاری" ح: ۳۷۶۴۔

۶: "الاحزاب": ۶۔

مجید کی روشنی میں یہ بتایا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کا ہر صحابی جنتی ہے، نبی اکرم ﷺ کا ہر صحابی جو ہے اس کی یہ فضیلت ہے، یہ فضیلت ہے۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا صرف چھوٹے چھوٹے ٹکڑے، چھوٹے چھوٹے جملے عرض کروں گا۔ اِس ضمن میں قرآنِ حکیم کا فیصلہ آپ حضرات سماعت فرمالیں۔ یہ تو آپ سن چکے کہ صحابہ کے لیے تین بشارتیں ایک روایت کے اندر آئیں اللہ اُن سے راضی وہ اللہ سے راضی۔ فی الحال یہ موجودہ زمانے میں جس زمانے میں یہ آیت اُتری اور آخرت کے لیے کیا ہے؟ جنت اُنکے لیے تیار ہے۔ ٹھیک ہے۔ وہ جنت کے اندر جائیں گے اور تیسری بشارت کیا ہے؟

جنت سے کبھی نکلیں گے بھی نہیں۔ یہ سب صحابہ کے لیے ہے اور صحیح بخاری کی حدیث سے میں نے یہ ثابت کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا حضرت علی مرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے کزن ہیں جن کو اکثر و بیشتر خوارج کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے حضرت علی مرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا کرتے تھے وہ شہادت دے رہے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صحابی ہیں۔ لیکن اب میں ایک اور بات عرض کرنے لگا ہوں کہ سارے صحابی متقی ہیں، سارے صحابی عادل ہیں اور سارے کے سارے صحابی پرہیزگار ہیں۔ وہ جان بوجھ کر غلطی نہیں کرتے۔ بھولے سے اگر غلطی ہوجائے، لغزش ہوجائے تو وہ لغزش ہوتی ہے وہ بھی خطاءً ہوتی ہے۔ خطا کا مطلب ہے غلط فہمی کی بنا پر۔ اور اگر کوئی غلطی ہوجائے تو اس غلطی سے فوراً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے اندر وہ توبہ تائب ہوجاتے ہیں لیکن جو غلط فہمی کی بنا پر ہے وہ بنا بر اجتہاد ہوتی ہے اور اجتہاد کے بارے میں یہ قانون جو حدیث پاک کا بتایا ہوا ہے کہ:

"فَاجْتَھَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ فَاجْتَھَدَ ثُمَّ وَلَوْ اَخْطَاَ فَلَہٗ اَجْرٌ۔"(۷)

"مجتہد جب اجتہاد کرے تو اجتہاد میں وہ درست بات تک پہنچ جائے تو نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اس کے لیے دو ثواب ہیں۔"

ایک ثواب اِجتہاد میں کوشش کرنے کا اللہ کی رضا کے لیے کوشش کرنے کا اور دُوسرا ثواب حق بات کو پالینے کا اور اگر مجتہد اپنے اِجتہاد کے اندر اپنے دِل سے اللہ کے ساتھ مخلص ہے اور خلوص کے ساتھ وہ کوشش کر رہا ہے لیکن غلط فہمی کی بنا پر حق بات تک نہیں پہنچ سکا بلکہ غلط فہمی کی بنا پر کسی دُوسری طرف چلا گیا ہے مجتہد۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اُس کے لیے اکہرا ثواب ہے، اُس کے لیے ایک ثواب اور وہ ثواب کس بات کا؟ حق کو پہنچنے کے لیے، حق کو پانے کے لیے، اللہ کی رضا کے لیے پُرخلوص کوشش کرنے کا ثواب اور جو اُس سے غلطی ہوگئی وہ غلطی اُس کے لیے معاف ہے، وہ اُس کے لیے معاف ہے۔

بہر حال سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو ہمارے امام ہیں وہ بھی فرماتے ہیں:

"نَتَوَلَّاھُمْ جَمِیْعًا۔"(۸)

ہم تمام صحابہ کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں، ہم تمام صحابہ کے ساتھ محبت کرتے ہیں اور ہم صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا ذکر جب بھی کریں اچھے طریقے سے عمدگی کے ساتھ، ادب کیساتھ کرتے ہیں بے ادبی کے ساتھ نہیں کرتے۔ یہ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا۔ اب آئیے ذرا سا قرآنِ حکیم کی روشنی میں چیک کرلیں۔ ایک مقام پر رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کے بارے میں:

"اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی۔"(۹)

"یہ صحابہ ہی وہ ہیں جن کے دِلوں کو اللہ تعالیٰ نے آزمالیا ہے کہ اُن کے اندر تقویٰ کے سوا اور کچھ نہیں۔"

اللہ نے آزمالیا ہے اِن کے دِلوں کو کہ اِن کے دِلوں کے اندر تقوے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ یہ دو مقام پر ارشاد فرمایا رب تعالیٰ نے۔ ارشاد فرمایا:

"وَاَلْزَمَھُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی۔"

۷: "صحیح بخاری": ۷۳۵۲، "مسلم": ۱۷۱۶۔

۸: "الفقہ الاکبر" ج: ۱، صفحہ: ۴۳، مکتبۃ الفرقان، الامارات العربیۃ۔

۹: "الحجرات": ۳۔

"اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے بات اُن پر لازم کردی۔"

گویا صحابہ کرام پر تقویٰ لازم ہے یہ لازم کرنے والا کون؟ اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ صحابہ کرام میں کوئی غیر متقی نہ ہو سارے متقی ہوں اور سارے کے سارے عالم ہوں اور ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

"وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ۔"(١٠)

اے عشاقانِ مصطفی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام وَعَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ وَالرِّضْوَان اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کے نزدیک ایمان کو محبوب بنا دیا ہے۔ صحابہ کیسا تھ یہ اللہ نے کیا کہ اللہ فرماتا ہے اے صحابہ تمہارے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو محبوب بنا دیا:

"وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ۔"(١١)

"اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کے نزدیک کفر کو بھی ناپسند قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں سے فسق کو بھی نکال دیا ہے اور تمہارے دلوں کو ہر قسم کی نافرمانی سے بھی متنفر کیا ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن ہمیں یہ گارنٹی دیتا ہے کہ صحابہ کرام کے دِل جو ہیں وہ کفر سے متنفر اور فسق جو ہے اس سے بھی صحابہ کا دِل متنفر، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کرنے سے بھی صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا دِل جو ہے وہ متنفر ہے۔ اب جب خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ صحابہ کرام جو ہے وہ کفر سے بھی متنفر ہیں، وہ فسق سے بھی متنفر ہیں، وہ معصیت سے بھی متنفر ہیں۔ اِس کے بعد اگر کوئی شخص صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی طرف کفر کی نسبت کرے یا فسق کی نسبت کرے یا معصیت کی نسبت کرے تو معاذ اللہ پھر اُس کا مقابلہ اُس صحابی سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے ساتھ ہے۔ یہ جو فسق ثابت کرنے کے لیے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں یہ کیا ہے؟ تاریخی روایتیں ہیں۔ جو فسق ثابت کرنے کے لیے کہانیاں قصے گھڑ کر کے الف لیلہ اور داستانیں جو بنا کے لاتے ہیں یہ کہاں سے لاتے ہیں؟ تاریخ کی روایتوں سے اور صحابہ کا کفر سے، فسق سے، معصیت سے متنفر ہونا اور بری الذمہ ہونا یہ ثابت میں کہاں سے کر رہا ہوں؟ قرآن کی آیتوں سے۔ کہاں سے ثابت کر رہا ہوں؟ قرآن کی آیتوں سے۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ آپ تاریخ کی بے سرو پا روایتیں مانیں گے یا قرآن کی آیتیں مانیں گے؟

مقابلہ ہو گیا تاریخ کی بے سرو پا روایتوں کا قرآنِ پاک کے آیتوں کے ساتھ۔ اب ہمارا ایمان قرآن کی آیتوں پر ہو گا یا تاریخ کی روایتوں پر؟

ہمیں قرآن پر ایمان ہے تو پھر قرآن پر ایمان کا یہ تقاضا ہے کہ صحابہ کرام میں سے کوئی بھی شخص جو ہے نہ وہ کافر ہو سکتا ہے، نہ وہ فاسق ہو سکتا ہے اور نہ عاصی اور گناہگار ہو سکتا ہے۔

میرا خیال ہے حضرت سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ شیر خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک دو شہادتیں عرض کر کے بات کو ختم کر دیتا ہوں، جہاں تک معاملہ ہے سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ جولڑائیاں یا جھگڑے وغیرہ ہوئے سیدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ام المومنین عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضرت سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور دیگر صحابہ کرام کے یہ کوئی ایک دو کی بات نہیں ہے ہزاروں کی بات ہے اب جس کو بھی معاذ اللہ کفر یا فسق کی طرف منسوب کیا جائے گا، اللہ اس اکیلے کو نہیں بلکہ اس زمانے کے لاکھوں مسلمانوں کے ایمان کا معاذ اللہ جنازہ نکالا جائے گا اس لیے معاملہ معمولی نہیں یہ بہت بڑا معاملہ ہے۔ قرآن کریم میں رب تعالیٰ کا ارشادِ گرامی موجود ہے:

"وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ۔"(١٢)

قرآن کریم کا یہ ارشادِ گرامی ہے، آخرت کے بارے میں اللہ تعالیٰ جنتیوں کا ذِکر کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

----بقیہ صفحہ نمبر ۹ پر----

١٠: "الحجرات": ٧۔

١١: "الحجرات": ٧۔

١٢: "الحجر": ٤٧۔

چوتھی قسط

شرح سلام رضا: مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

---گذشتہ سے پیوستہ---

عرش پر انبیاء سابقین نے مرحبا کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمانِ دنیا پر پہنچے تو وہاں حضرت آدم علیہ السلام نے:

"مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ."

کہہ کر آپ کا استقبال کیا۔

جب آپ حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انھوں نے:

"مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ."

کہہ کر آپ کا استقبال کیا۔

پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انھوں نے:

"مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ."

کہہ کر آپ کا استقبال کیا۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انھوں نے:

"مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ."

کہہ کر استقبال کیا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انھوں نے:

"مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ."

کہہ کر استقبال کیا۔(۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اُمتِ محمدیہ کو سلام:

"عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيْتُ إِبْرَاهِيْمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِقْرَءْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاَنَّهَا قِيْعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ."(۲)

"حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی تو انھوں نے فرمایا: اے محمد آپ اپنی اُمت کو میری طرف سے سلام پہنچائیے اوران کو بتائیے کہ جنت کی مٹی خوشبو دار ہے اور آب شیریں، وہ وسیع اور ہموار ہے اوراس کے بیل بوٹے "سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ" ہیں۔"

نور عین لطافت پہ الطف درود
زیب وزین نظافت پہ لاکھوں سلام

نور:

جمع انوار، روشنی، تجلی، اجالا، چمک، رونق، روپ، صوفیاء کی اصطلاح میں خدا کا ایک صفاتی نام۔

۱: "صحیح البخاری" ۱:۱۳۵، دار ابن کثیر الیمامة۔

۲: "الجامع الصحیح سنن الترمذی" ۵:۵۱۰ باب، رقم ۳۴۶۲ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

عین:

حقیقت، جوہر، ٹھیک، ہو بہو، درست۔

لطافت:

عمدگی، خوبی، نرمی، ملائمت، پاکیزگی، صفائی، نزاکت، خوبصورتی۔

الطف:

بہت زیادہ پاکیزہ۔

زیب:

آرائش، زینت، سنگار، خوبصورتی، رونق۔

زین:

زیب و زینت، خوبصورتی، سجاوٹ۔

نظافت:

پاکیزگی، صفائی۔

نورانیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ گفتگو پہلے ہو چکی ہے۔ اب اس موضوع پر مزید گفتگو حاضر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو تخلیق فرمایا: امام قسطلانی "المواہب اللدنیہ" میں نقل کرتے ہیں:

"رَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِسَنَدِہٖ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللہِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ، بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ، اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَہُ اللہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ. قَالَ: یَا جَابِرُ، اِنَّ اللہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُوْرِہٖ۔" (۳)

"عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے خبر دیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے کس چیز کو تخلیق کیا؟ آپ نے فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنی نور سے تخلیق کیا۔"

اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا فرمایا:

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللہُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ۔"

"اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور بنایا اور میرے نور سے تمام اشیاء کو پیدا فرمایا۔" (۴)

امام زرقانی کا عقیدہ:

امام زرقانی حدیث "اِنَّ اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء الخ" کے تحت فرماتے ہیں:

"أی من نور ھو ذاتہ۔" (۵)

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نور سے پیدا کیا جو عین ذات الٰہی ہے۔

اعتراض:

ذاتی نور کہنے سے نور رسول کریم عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالتَّسْلِیْم کو جزء ذات یا عین ذات یا ٹکڑا ذات خدائے تعالیٰ کا کہنا لازم آتا ہے، یہ کلام کفر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے کیونکہ ذاتی کے معنی اگر اصطلاحی لئے جائیں تو جز خدا یا عین خدا یا ٹکڑا ذات خدا کا ہونا لازم آتا ہے، یہی کلام کفر ہے اور عقائد بعض جہال کے یہی ہیں، اس سبب سے نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ذاتی یا ذاتی نور یا اللہ تعالیٰ کی ذات کا ٹکڑا نہ کہنا چاہیے۔

جواب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور بلا شبہ اللہ عزوجل کے نور ذاتی یعنی عین ذات الٰہی سے پیدا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے فتوے میں تصریحات علمائے کرام سے محقق کیا اور اس کے معنی بھی وہیں مشرح کر دیے۔ حاش للہ!

۳: "المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ" ۱: ۴۸، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاہرۃ۔

۴: "مطالع المسرات" ص: ۲۶۵، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد۔

۵: "شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ" ۱: ۹۰ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

یہ کسی مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ نور رسالت یا کوئی چیز معاذاللہ ذات الٰہی کا جز یا اس کا عین ونفس ہے، ایسا اعتقاد ضرور کفر وارتداد...... مگر نور رسول اللہ ﷺ کو اللہ عزوجل کا نور ذاتی کہنے سے نہ عین ذات یا جزء ذات ہونا لازم، نہ مسلمانوں پر بدگمانی جائز، نہ عرف عام علماء وعوام میں اس سے یہ معنیٰ مفہوم، نہ نور ذات کہنے کو نور ذاتی کہنے پر کچھ ترجیح۔(۶)

نبی کریم ﷺ کی روح اللہ تعالیٰ کے نور کا جلوہ ہے:

سیدنا ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اَنَّہٗ تَعَالٰی نُوْرٌ لَیْسَ کَالْاَنْوَارِ وَالرُّوْحُ النَّبَوِیَّۃِ الْقُدْسِیَّۃِ لَمْعَۃٌ مِنْ نُوْرِہٖ وَالْمَلٰئِکَۃُ شَرَرُ تِلْکَ الْاَنْوَارِ۔"(۷)

"اللہ تعالیٰ نور ہے مگر انوار کی مثل نہیں اور نبی کریم ﷺ کی روح اقدس اللہ تعالیٰ کے نور کا جلوہ ہے اور ملائکہ ان انوار کی جھلک ہیں۔"

بوجہ لطافت حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا:

"واجب را تعالی چراظل بود کہ ظل موہم تولید بہ مثل ست ومنبی از شائبہ عدم کمال لطافت اصل، ہرگاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد۔"(۸)

"واجب تعالیٰ کا سایہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سایہ تو مثل کے پیدا ہونے کا وہم پیدا کرتا ہے اور عدم کمال لطافت کے شائبہ کی خبر دیتا ہے۔جب محمد رسول اللہ ﷺ کا سایہ بوجہ آپ کی لطافت کے نہ تھا آپ ﷺ کے خدا جل وعلا کا سایہ کیونکر ہوسکتا ہے۔"

"اورا سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است وچوں لطیف ترے ازوی در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد۔"(۹)

"آں حضرت ﷺ کا سایہ نہ تھا، عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے، اور چونکہ جہان بھر میں آنحضرت ﷺ سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہٰذا آپ کا سایہ کیونکر ہوسکتا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے نظافت کا حکم دیا:

آپ ﷺ خود بھی نظافت طبع تھے اور اپنی اُمت کو بھی نظافت کا حکم دیا۔اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"اَمَرَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبَنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِی الدُّوْرِ وَاَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَیَّبَ۔"(۱۰)

"رسول اللہ ﷺ نے ہر علاقے میں مسجد کی تعمیر اور ان کی نظافت وطہارت کا حکم دیا۔"

دین کی بنیاد نظافت پر ہے:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قَالَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَۃِ۔"(۱۱)

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دین کی بنیاد نظافت پر ہے۔"

اور امام حافظ زین الدین عبد الرؤف المناوی نے نقل کیا ہے:

۶: "فتاویٰ رضویہ" ۳۰: ۱۸۲، مسئلہ: ۴۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔

۷: "مطالع المسرات" ص: ۲۶۵، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد۔

۸: "مکتوبات امام ربانی" ۳: ۲۳۷، مکتوب صد وبست ودوم، در مطبع منشی نولکشور، لکھنو۔

۹: "مکتوبات امام ربانی" ۳: ۱۸۷، مکتوب صدم بشیخ نور الحق در کشف سر گرفتاری حضرت یعقوب بحضرت یوسف علیہما السلام الخ، در مطبع منشی نولکشور، لکھنو۔

۱۰: "سنن أبی داود" ۱: ۱۲۴، باب اتخاذ المساجد فی الدور، رقم ۴۵۵، دار الفکر بیروت۔ "والجامع الصحیح سنن الترمذی" ۲: ۴۸۹، باب ما ذکر فی تطیب المساجد، رقم: ۵۹۴، دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔

۱۱: "إحیاء علوم الدین" ۱: ۴۹، الباب الخامس فی آداب المتعلم والمعلم أما المتعلم فآدابہ ووظائفہ، دار المعرفۃ، بیروت۔

"الإسلام نظيف بني على النظافة۔" (۱۲)

"اسلام نظیف ہے اور اس کی بنیاد نظافت پر ہے۔"

صاحب رجعت شمس وشق القمر
نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

اس شعر میں امامِ اہلِ سُنّت امام احمد رضا خان محدّث بریلوی نے نبی کریم ﷺ کے دو عظیم معجزات کا ذکر کیا ہے۔

۱: معجزہ رَجعتِ شمس یعنی سورج کا دوبارہ لوٹ آنا:

واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کی عصر کی نماز قضاء ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تو ڈوبا ہوا سورج لوٹ آیا یہاں تک کہ حضرت علی نے عصر کی نماز ادا فرمائی اور اس کے بعد سورج دوبارہ غروب ہوگیا۔

۲: معجزہ شق القمر یعنی چاند کا شق ہو جانا:

واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ کفار نے نبی کریم ﷺ سے چاند کو شق کرنے کا معجزہ طلب کیا تو آپ نے اُنگلی کا اشارہ فرمایا اور چاند دو ٹکڑے ہوگیا جس کا مشاہدہ متعدد مقامات پر کیا گیا۔

لغوی تشریح:

لغت میں لفظ "رَجعت" (رَج۔عَت) متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۱: عود:

لغت میں لفظ "عود" واپسی، مراجعت، اِعادہ، لوٹنا، پھرنا وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۲: بازگشت:

عموماً بازگشت کا لفظ وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں آواز کسی ٹھوس چیز سے ٹکرا کر واپس پلٹتی ہے۔ جب آواز کسی ٹھوس چیز سے ٹکرا کر واپس پلٹتی ہے تو اسے "آواز کی بازگشت" کہا جاتا ہے۔

۳: اعادہ:

یہ لفظ عموماً کسی کام کو دہرانے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ قاری قرآن کا سانس جب تلاوت کرتے ہوئے کسی مقام پر رک جاتا ہے تو وہاں وہ وقف کرتا ہے پھر جب دوبارہ پڑھتا ہے تو پیچھے سے ملا کر پڑھتا ہے، تجویدی اصطلاح میں اسے "اعادہ" یعنی دوبارہ ملا کر پڑھنا کہتے ہیں۔

۴: عورت کو طلاق دینے کے بعد پھر اپنی زوجیت میں لانا:

شریعت کی اصطلاح میں ایسی طلاق کو طلاقِ رجعی کہتے ہیں کیونکہ اس کے بعد مرد عورت سے دوبارہ رجوع کر سکتا ہے۔

۵: اندا اور سورج کے سوا کسی اور سیارے کا اپنی معمول کی گردش سے پھرنا۔

معجزہ رجعتِ شمس:

"عَنْ اَسْمَاءِ ابْنَةِ عُمَيْسٍ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَرَاْسُهٗ فِيْ حِجْرِ عَلِيٍّ فَلَمْ يُصَلِّ الْعَصْرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "صَلَّيْتَ يَا عَلِيُّ؟" قَالَ: لَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ "اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ فِيْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ" قَالَتْ اَسْمَاءُ: فَرَاَيْتُهَا غَرَبَتْ، ثُمَّ رَاَيْتُهَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ۔" (۱۳)

۱۲: "التيسير بشرح الجامع الصغير" ۱:۱۷۸، مكتبة الإمام الشافعي، الرياض۔

۱۳: "شرح مشكل الآثار" ۳:۹۲، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى مسألته الله عزوجل أن يرد الشمس عليه بعد غيبوبتها، مؤسسة الرسالة بيروت۔ "والمعجم الكبير" ۲۴:۱۴۷، فاطمة بنت الحسين عن أسماء، رقم: ۳۹۰، مكتبة ابن تيمية، القاهرة۔ "الطبعة الأولى" ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۴م۔ "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" ۸:۲۹۷، باب حبس الشمس له صلى الله عليه وسلم، رقم ۱۴۰۹۲، مكتبة القدسى، القاهرة۔ "الشفا بتعريف حقوق المصطفى" مذيلا بالحاشية المسماة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء ۱:۱۷۷، فصل انشقاق القمر وحبس الشمس، دار الكتب العلمية بيروت۔ "الخصائص الكبرىٰ" ۲:۱۳۷، باب رد الشمس بعد غروبها لعلي رضي الله تعالى عنه، المكتبة الحقانية محله جنگي پشاور۔

(بقیہ حوالہ اگلے صفحے پر)

”حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ کا سر مبارک حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کی گود میں تھا اور انھوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی حتی کہ سورج غروب ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی! آپ نے نماز پڑھ لی؟ انھوں نے عرض کیا نہیں، آپ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: اے اللہ! یہ تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے پس ان پر سورج کو لوٹا دے، حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا سورج غروب ہوا اور پھر میں نے اسے غروب ہونے کے بعد دوبارہ طلوع ہوتے ہوئے دیکھا۔“

”رَوَى الطَّبْرَانِيُّ فِي مُعْجَمِهِ الْكَبِيْرِ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ. قَالَ السُّيُوْطِيُّ فِي "الْخَصَائِصِ" أخرج ابن مندة وابن شَاهِيْنَ وِالطَّبْرَانِي بِأَسَانِيْدَ بَعْضُهَا عَلَى شَرْطِ الصَّحِيْحِ. وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ فِي "مَجْمَع" رَوَاهُ كُلَّهُ الطَّبْرَانِيُّ بِأَسَانِيْدَ، وَرِجَالُ أَحَدِهَا رِجَالُ الصَّحِيْحِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ حَسَنٍ وَهُوَ ثِقَةٌ وَثَّقَهُ ابْنُ حبَانٍ. وَقَالَ الْحَافِظُ أَبِي الْفَضْلِ زَيْنُ الدِّيْنِ الْعِرَاقِيُّ فِي "طَرْحِ التَّثْرِيْبِ". وَقَالَ الْحُمَيْرِيُّ وَخَرَجَ الطَّحَاوِيُّ فِي "مُشْكِلِ الْحَدِيْثِ" بِإِسْنَادَيْنِ صَحِيْحَيْنِ۔“(١٤)

امام قسطلانی نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے:

”وَوَقَعَتْ عَلَى الْجِبَالِ وَالْأَرْضِ، وَذٰلِكَ فِي الصَّهْبَاءِ فِي خَيْبَرَ.“

”اور پہاڑوں اور زمین پر دھوپ ہو گئی اور یہ خیبر کے قریب صہباء کے مقام پر ہوا۔“

”وحكى الطحاوى أن أحمد بن صالح كان يقول لا ينبغي لمن سبيله العلم التخلف عن حفظ حديث أسماء لأنه من علامات النبوة۔“(١٥)

”امام طحاوی نے فرمایا ہے کہ امام احمد بن صالح (جو امام احمد بن حنبل کے ہم پلہ ہیں) فرمایا کرتے تھے کہ حدیث اسماء کو یاد کرنے میں اہل علم کو نہ پیچھے رہنا چاہیے نہ غفلت برتنی چاہیے کیونکہ یہ علاماتِ نبوت میں سے ہے۔“

ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

”عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كَادَ يَغْشٰى عَلَيْهِ، فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ يَوْمًا وَهُوَ فِي حِجْرِ عَلِيٍّ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَّيْتَ الْعَصْرَ يَا عَلِيُّ، قَالَ: لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَدَعَا اللّٰهَ فَرَدَّ عَلَيْهِ الشَّمْسَ حَتّٰى صَلَّى الْعَصْرَ قَالَتْ: فَرَأَيْتُ الشَّمْسَ طَلَعَتْ بَعْدَمَا غَابَتْ، حِيْنَ رُدَّتْ حَتّٰى صَلَّى الْعَصْرَ۔“(١٦)

”حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کہ جب نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر غشی طاری ہو جاتی ایک دن حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کی گود میں (سر رکھے ہوئے) تھے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی، نبی کریم ﷺ نے ان

(بقیہ حوالہ نمبر: ١٣)"المواهب اللدنية بالمنح المحمدية" ٢:٢٥٨، وأما القسم الثالث: وهو ما كان معه من حين ولادته إلى وفاته، المكتبة التوفيقية، القاهرة۔ "السيرة الحلبية فى سيرة الأمين المأمون" ١:٥٣٣، باب ذكر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٢٧ھ۔ "الجامع لأحكام القرآن" ١٥:١٩٧، دار الكتب المصرية، القاهرة۔

١٤: "طرح التثريب فى شرح التقريب" ٧:٢٣٨، دار الكتب العلمية، بيروت۔ "حدائق الأنوار ومطالع الأسرار فى سيرة النبى المختار" ص: ١٤٠، رد الشمس وحبسها له صلى الله عليه وسلم، دار المنهاج جدة، الطبعة: الأولى ١٤١٩ھ۔

١٥: "شرح مشكل الآثار" ٣:٩٢، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى مسألته الله عز وجل أن يرد الشمس عليه بعد غيبوبتها، مؤسسة الرسالة بيروت۔ "الشفا بتعريف حقوق المصطفى" ۔ مذيلا بالحاشية المسماة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء ١:٦٤٧، فصل انشقاق القمر وحبس الشمس، دار الكتب العلمية بيروت۔ واللآلىء المصنوعة فى الأحاديث الموضوعة ١:٣٠٩، كتاب المناقب، دار الكتب العلمية بيروت۔ "روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم والسبع المثانى" ١٢:١٨٦، دار الكتب العلمية، بيروت۔

١٦: "المعجم الكبير" ٢٤:١٥٢، فاطمة الحسينية [illegible]، مكتبة القاهرة۔

سے پوچھا اے علی! عصر کی نماز پڑھ چکے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ نہیں پڑھی۔ پس آپ نے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو ان پر لوٹا دیا حتیٰ کہ انھوں نے عصر کی نماز پڑھی۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں: میں نے سورج کو غروب ہونے کے بعد طلوع ہوتے دیکھا جب اسے لوٹایا گیا حتیٰ کہ انھوں نے عصر کی نماز پڑھی۔"

نبی کریم ﷺ کے لیے غزوہ خندق کے دن سورج کا رک جانا بھی ثابت ہے جب آپ کی عصر کی نماز رہ گئی، ملاحظہ کیجیے:

"وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبِسَتْ لَهُ الشَّمْسُ مَرَّتَيْنِ إِحْدَاهُمَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ حِيْنَ شَغَلُوْا عَنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَرَدَّهَا اللهُ تَعَالَى حَتّٰى صَلُّوْا الْعَصْرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ الطَّحَاوِيُّ وَقَالَ رُوَاتُهُ ثِقَاتٌ وَالثَّانِيَةُ صَبِيْحَةَ لَيْلَةِ الْإِسْرَاءِ حِيْنَ انْتَظَرَ الْعِيْرَ الَّتِيْ أَخْبَرَ بِوُصُوْلِهَا مَعَ شُرُوْقِ الشَّمْسِ۔"(17)

"مروی ہے کہ حضور ﷺ کے لیے سورج دو بار پھیرا گیا پہلی دفعہ خندق کے دن جب سورج غروب ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو لوٹا دیا یہاں تک کہ عصر کی نماز ادا کی، اسے امام طحاوی نے ذکر کیا اور کہا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اور دوسری دفعہ معراج کی رات کی صبح کو جب آپ ﷺ نے قریش کو خبر دی کہ تمھارا قافلہ سورج ڈوبنے سے پہلے آئے گا۔"

اس حدیث پر ابن جوزی، ابن تیمیہ اور ان کے ہم خیال گروہ نے حسب عادت شدید جرح کی ہے اور اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے لیکن بعد کے علماء نے ان کا خوب تعاقب کیا ہے اور اس حدیث کے صحیح اور حسن ہونے کی تائید کی ہے۔ قاضی شوکانی نے اس روایت کو نقل کر کے اس پر کی جانے والی جرح کو رد کر دیا ہے۔ چنانچہ "الفوائد المجموعة فی الأحادیث الموضوعة" میں لکھا ہے:

"وَفِي اللَّآلِيءِ: فُضَيْلٌ ثِقَةٌ صَدُوْقٌ، اِحْتَجَّ بِهٖ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهٖ، وَأَخْرَجَ لَهُ الْأَرْبَعَةُ وَابْنُ عُقْدَةَ: مِنْ كِبَارِ الْحُفَّاظِ، وَقَدْ كَذَّبَ الدَّارَقُطْنِيُّ مَنِ اتَّهَمَهُ بِالْوَضْعِ، وَقَوَّاهُ قَوْمٌ وَضَعَّفَهُ آخَرُوْنَ وَدَاوُد بْنُ فَرَاهِيْجَ مُخْتَلَفٌ فِيْهِ، وَقَدْ وَثَّقَهُ قَوْمٌ. وَقَدْ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ. فِيْ مُشْكِلِ الْحَدِيْثِ، مِنْ طَرِيْقَيْنِ، وَقَالَ: هُمَا ثَابِتَانِ، وَرُوَاتُهُمَا ثِقَاتٌ۔"(18)

جبل الحفظ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

"وهذا أبلغ في المعجزة وقد أخطأ بن الجوزي بإيراده له في الموضوعات۔"(19)

"اور یہ بڑا عظیم معجزہ ہے اور ابن جوزی وغیرہ نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے یہ ان کی خطاء ہے۔"

---جاری ہے---

17: "الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج" ۴: ۳۵۰، دار ابن عفان للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية۔ "شرح النووي على مسلم" ۱۲: ۵۲، "دار إحياء التراث العربي" بيروت۔ "مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح" ۷: ۵۴۴، دار الكتب العلمية، بيروت۔

18: "الفوائد المجموعة فى الأحاديث الموضوعة" ص: ۳۵۳، دار الكتب العلمية، بيروت۔

19: "فتح البارى شرح صحيح البخارى" ۶: ۲۲۲، قوله باب قول النبى صلى الله عليه وسلم أحلت لكم الغنائم، دار المعرفة، بيروت۔

تراویح بیس ہی ہیں

مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قارئین! نماز کی جملہ اقسام میں سے ایک نماز تراویح بھی ہے۔ جو صرف اور صرف رمضان شریف میں ہی ادا کی جاتی ہے۔ نماز تراویح کی تعداد بیس رکعات ہی مسنون ہیں۔ اسی پر دور نبوی سے لے کر تقریباً تیرہویں صدی کے آخر تک تمام عالم اسلام کا اتفاق رہا ہے۔

تراویح کی نماز سب سے پہلے ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں شروع ہوئی اور خود نبی مکرم، شفیع معظم، نور مجسم، شہنشاہ دو عالم ﷺ نے اس سنت مبارکہ کا آغاز فرمایا اور تین رات باجماعت نماز تراویح پڑھائیں، اس کے بعد نبی مکرم ﷺ نے اس اندیشہ سے کہ کہیں یہ نماز اُمت پر فرض نہ کر دی جائے، اس کو باجماعت ادا کرنا ترک فرمادیا اور صحابہ کرام کو اپنے اپنے گھروں میں انفرادی طور پر نماز پڑھنے کی تاکید فرمادی۔

ان تین دنوں میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کو بیس رکعات ہی پڑھائیں۔

بیس تراویح اور دورِ نبوی ﷺ:

1: "عن ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر۔"

"حضرت سیدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔"(1)

2: الحافظ العلامة حمزة بن یوسف السہمی (المتوفی ۴۲۷ھ) روایت نقل کرتے ہیں۔

"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ ذَاتَ لَیْلَةٍ فِیْ رَمَضَانَ فَصَلَّی النَّاسَ اَرْبَعَةً وَّ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَّاَوْتَرَ بِثَلٰثَةٍ۔"

"حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک رات نبی مکرم شفیع مکرم ﷺ باہر تشریف

1: ابن ابی شیبہ: المصنف، کتاب صلاۃ التطوع والامامة، باب: کم یصلّی فی رمضان من رکعة جلد: ۲، ص: ۲۸۶، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔ الہیثمی: "مجمع الزوائد و منبع الفوائد" کتاب الصیام، باب: قیام رمضان، رقم الحدیث: ۵۰۱۸ جلد: ۳، ص: ۳۰۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ الطبرانی: "المعجم الکبیر" رقم الحدیث: ۱۲۱۰۲، جلد: ۱۱، ص: ۳۹۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔ البیہقی: "السنن الکبریٰ" کتاب الصلاۃ، باب: ماروی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان رقم الحدیث: ۴۶۱۵، جلد: ۲، ص: ۶۹۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ ابن الجوزی: "الوفا بأحوالِ المصطفی ﷺ" ابواب تعبدہ ﷺ أولاً: أبواب طہارتہ، الباب السابع عشر: فی صلاتہ التراویح ﷺ رقم الحدیث ۹۵۳ ص ۵۱۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ الشعرانی: "کشف الغمة عن جمع الامة" کتاب الصلاۃ، باب: صلاۃ التطوع، فصل: فی التراویح جلد: ۱، ص: ۱۳۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ الطبرانی: "المعجم الاوسط" من اسمہ أحمد، رقم الحدیث: ۷۹۸ جلد: ۱، ص: ۲۳۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ ابن عدی: "الکامل فی ضعفاء الرجال" ۷۱: ابراہیم بن عثمان جلد: ۱، ص: ۳۹۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ السیوطی: "تنویر الحوالک شرح علی موطا مالک"، جلد: ۱، ص: ۱۳۵۔۱۴۱ مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیة، مصر۔ السیوطی: "الحاوی للفتاویٰ" المصابیح فی صلاۃ التراویح، ص: ۳۵۴۔۳۵۵ مطبوعہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔ الخطیب بغدادی: "تاریخ بغداد" حرف العین من آباء الابراہیمین، رقم الترجمة: ۳۱۴۴، جلد: ۶، ص: ۱۱۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ عبد بن حمید: "المسند" مسند ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رقم الحدیث: ۲۵۲، جلد: ۱، ص: ۴۹۳، ۴۹۲، مطبوعہ دار بلنسیة للنشر والتوزیع الریاض۔ ابن النجاء: "ذیل تاریخ بغداد" رقم الترجمة: ۱۰۴۱، جلد: ۱۹، ص: ۱۹۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

لائے۔اور صحابہ کرام ؓ کو چوبیس رکعتیں (۴ عشاء کے فرض اور ۲۰ رکعت تراویح) پڑھائیں اور تین وتر پڑھائے۔‘‘(۲)

حکمِ فاروقی رضی اللہ تعالٰی عنہُ اور بیس تراویح:

۳: ’’عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ خَطَّابٍ اَمَرَ رَجُلًا یُصَلِّیْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔‘‘

’’حضرت یحیٰی بن سعید رضی اللہ تعالٰی عنہُ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہُ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے۔‘‘(۳)

۴: ’’عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَہٗ اَنْ یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَ: اَنَّ النَّاسَ یَصُوْمُوْنَ النَّھَارَ وَلَا یُحْسِنُوْنَ اَنْ یَقْرَءُوْا فَلَوْ قَرَأْتَ عَلَیْھِمْ بِاللَّیْلِ، فَقَالَ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ھٰذَا شَیْءٌ لَمْ یَکُنْ. فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ وَلٰکِنَّہٗ حَسَنٌ فَصَلّٰی بِھِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔‘‘

’’حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہُ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہُ نے انہیں حکم دیا کہ وہ رمضان شریف میں رات کو لوگوں کو نماز (تراویح) پڑھایا کریں۔ آپ نے کہا کہ لوگ دن میں تو روزہ رکھتے ہیں مگر اچھے طریقے سے قراءت نہیں کر سکتے۔ اگر تم رات کو ان پر قرآن مجید کی قراءت کیا کرو تو بہتر ہو۔ حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہُ نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین اس سے قبل اس طرح نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا علم ہے لیکن یہ اچھی چیز ہے۔ پس حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہُ نے لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائیں۔‘‘(۴)

ابی المواہب الامام، عبدالوہاب بن احمد الشعرانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (المتوفی ۹۷۳ھ) لکھتے ہیں:

’’ثُمَّ اَنَّ عُمَرَ رضی اللہ تعالٰی عنہُ اَمَرَ بِفِعْلِھَا ثَلَاثًا وَعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً، ثَلَاثٌ مِنْھَا وِتْرٌ وَاسْتَقَرَّ الامر علی ذٰلک فِی الْاَمْصَارِ۔‘‘

’’پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہُ نے بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا جن میں تین وتر تھے، تو یہ حکم تمام شہروں میں پختہ ہوگیا۔‘‘(۵)

دورِ فاروقی رضی اللہ تعالٰی عنہُ اور بیس تراویح:

۵: ’’عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّہٗ قَالَ: کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ تعالٰی عنہُ فِیْ رَمَضَانَ، بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔‘‘

’’حضرت یزید بن رومان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (تابعی) فرماتے ہیں کہ لوگ (صحابہ و تابعین) حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہُ کے زمانہ میں رمضان شریف میں تیئیس رکعت تراویح (بشمول وتر) پڑھتے تھے۔‘‘(۶)

۶: ’’عَنْ حَسَنٍ عَبْدِالْعَزِیْزِ بْنِ رَفِیْعٍ قَالَ کَانَ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فِیْ رَمَضَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔‘‘

’’حضرت حسن عبدالعزیز بن رفیع رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (تابعی)

۲: السہمی: ’’تاریخ جرجان‘‘ من اسمہ علی، رقم الحدیث: ۵۵۶، ص: ۱۴۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

۳: ابن ابی شیبہ: ’’المصنف‘‘ کتاب صلاۃ التطوع والامامۃ، باب: کم یصلی فی رمضان من رکعۃ جلد: ۲، ص: ۲۸۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔ النیموی: ’’آثار السنن‘‘ کتاب الصلوٰۃ، باب فی التراویح بعشرین رکعات، رقم الحدیث: ۷۸۰، ص: ۲۰۳، مطبوعہ مکتبۃ العلم، کراچی۔

۴: الھندی: ’’کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال‘‘ کتاب الصلاۃ من قسم الافعال، الباب السابع: فی صلاۃ النفل، صلاۃ التراویح رقم الحدیث: ۲۳۴۶۶، جلد: ۸، ص: ۱۹۲، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور۔

۵: الشعرانی: کشف الغمۃ عن جمیع الأمۃ، کتاب الصلاۃ، باب: صلاۃ التطوع، فصل: فی التراویح جلد: ۱، ص: ۱۴۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔

۶: انس بن مالک: المؤطا: کتاب الصلاۃ فی رمضان، باب: الترغیب فی الصلاۃ فی رمضان رقم الحدیث: ۲۵۲، جلد: ۱۱۵۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان۔ البیہقی: ’’السنن الکبریٰ‘‘ کتاب الصلوٰۃ، باب: ماروی فی عدد رکعات قیام شہر رمضان، جلد: ۲، صفحہ: ۴۹۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبان۔ ابن عبد البر: التمہید، جلد: ۸، صفحہ: ۱۱۵، مطبوعہ وزارت عموم الاوقاف والشئوون الاسلامیہ مراکش۔ النیموی: ’’آثار السنن‘‘ کتاب الصلوٰۃ، باب: فی الترویح بعشرین رکعات، رقم الحدیث: ۷۷۹، ص: ۲۰۳، مطبوعہ مکتبۃ العلم، کراچی۔

فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہُ (دورِ فاروقی میں رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) لوگوں کو مدینہ منورہ میں بیس رکعات (تراویح) اور تین وتر پڑھاتے تھے۔" (۷)

۷: "عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰی اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ فَکَانَ یُصَلِّیْ بِهِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔"

"حضرت حسن (بصری) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے لوگوں کو حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کی اقتداء میں قیام رمضان کے لئے اکٹھا کیا تو وہ انہیں بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔" (۸)

۸: "عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ: کُنَّا نَنْصَرِفُ مِنَ الْقِیَامِ عَلٰی عَهْدِ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ وقد دنا فروع الفجر وَکَانَ الْقِیَامُ عَلٰی عَهْدِ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ ثَلَاثَةً وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔"

"حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے بیان کیا کہ ہم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے زمانہ میں فجر کے قریب تراویح سے فارغ ہوتے تھے اور ہم (بشمول وتر) تیئس رکعات (تراویح) پڑھتے تھے۔" (۹)

۹: "عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ الصَّحَابِیِّ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ قَالَ: کُنَّا نَقُوْمُ عَلٰی عَهْدِ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَّالْوِتْرِ۔"

"حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہُ صحابی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے دور میں بیس رکعت تراویح (باجماعت) اور وتر پڑھتے تھے۔" (۱۰)

۱۰: "عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ: کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَهْدِ عُمَرَ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَةً، وَکَانُوْا لَیَقْرَءُوْنَ بِالْمِئِیْنَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔"

"حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہُ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے دور میں بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔ اور قاری صاحب قرآن پاک سے سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے۔" (۱۱)

۱۱: "عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانَ الْقِیَامُ عَلٰی عَهْدِ عُمَرَ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔"

"حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہُ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے دور میں قیام بیس رکعت اور تین (وتر) تھا۔" (۱۲)

۱۲: "عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ انه جمع الناس علی ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہُ فکان یصلی بهم فی شهر رمضان عشرین رکعة۔"

"حضرت سیدنا عمر فاروق نے لوگوں کو حضرت سیدنا ابی بن کعب کی اقتدا میں جمع کیا انہوں نے رمضان میں ان کو بیس تراویح پڑھائیں۔" (۱۳)

۷: ابن ابی شیبته: "المصنف" کتاب صلاۃ التطوع والامامۃ، باب: کم یصلی فی رمضان من رکعة، جلد: ۲، صفحہ: ۲۸۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔ النیموی: "آثار السنن" کتاب الصلوٰۃ، باب فی التراویح بعشرین رکعات، رقم الحدیث: ۷۸۱، صفحہ: ۲۰۳، مطبوعہ مکتبۃ العلم کراچی۔

۸: الذہبی: "سیر اعلام النبلاء" رقم الترجمۃ: ۸۷، ابی بن کعب جلد: ۳، صفحہ: ۲۴۲ مطبوعہ دار الحدیث، قاہرہ۔ ابن قدامۃ: "المغنی فی فقۃ الامام احمد بن حنبل الشیبانی" جلد: ۱، صفحہ: ۴۵۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، لبنان۔ ابی داؤد: "السنن"، کتاب الصلاۃ، باب: القنوت فی الوتر، جلد: ۱، صفحہ: ۲۰۲، مطبوعہ سیر محمد کتب خانہ، کراچی۔

۹: عبد الرزاق: "المصنف" کتاب الصیام، باب: قیام رمضان، رقم الحدیث: ۷۷۳۳، جلد: ۴، ص: ۲۶۱، ص: ۲۶۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی۔

۱۰: السیوطی: "الحاوی للفتاویٰ" المصابیح فی صلاۃ التراویح: ۳۵۷، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی، روڈ کوئٹہ۔

۱۱: ابن الجعد: "المسند" الجز الحادی عشر، رقم الحدیث: ۲۸۲۵، ص: ۴۱۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔

۱۲: العینی: "عمدۃ القاری" کتاب التراویح، باب فضل من قام رمضان، جلد: ۱۱، ص: ۱۷۹، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، کوئٹہ۔

۱۳: عسقلانی: "تلخیص الجیر" باب صلاۃ التطوع، جلد: ۲، ص: ۲۱ مطبوعہ المکتبہ الاثریۃ جامع محمدیہ ضلع، شیخوپورہ۔

دورِ عثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور بیس تراویح:

۱۳: "عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً، قَالَ: وَكَانُوْا يَقْرَأُوْنَ بِالْمِئِيْنَ وَكَانُوْا يَتَوَكَّئُوْنَ عَلٰى عِصِيِّهِمْ فِيْ عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ۔"

"حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے عہد میں صحابہ کرام ماہ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور ان میں سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دور میں شدت قیام کی وجہ سے وہ اپنی لاٹھیوں سے ٹیک لگاتے تھے۔"(۱۴)

چونکہ اس روایت کا آخری جملہ لوگ یعنی صحابہ کرام حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے زمانہ خلافت میں شدت قیام کی وجہ سے لاٹھیوں سے ٹیک لگاتے تھے یہ بیس رکعات تراویح کے ضمن میں مروی ہے تو اس سے اظہر من الشمس کی طرح واضح ہوا کہ حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ے زمانہ خلافت میں بھی حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے زمانہ خلافت کی طرح بیس رکعات تراویح ہی پڑھی اور پڑھائی جاتی تھیں۔ کیونکہ جب راوی حضرت سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے زمانہ خلافت میں بیس رکعات کے پڑھے جانے کا ذکر کیا تو اگر حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دور میں بیس رکعات تراویح کے علاوہ کسی اور عدد پر عمل ہوتا تو راوی ضرور اس کو بھی ذکر فرماتے۔ پس راوی کا اس موقعہ پر سکوت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ے زمانہ خلافت میں بھی دور فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی طرح بیس رکعت تراویح ہی پڑھی جاتی تھیں۔

نیز حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شہادت مبارکہ کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے زمانہ خلافت میں بھی بیس رکعت تراویح پر عمل درآمد ہونا بھی اس بات کی دلیل ہے دور عثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ میں بھی بیس تراویح پر عمل رہا۔

حکم مرتضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور بیس تراویح:

۱۴: "عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ قَالَ: دَعَا الْقُرَّاءَ فِيْ رَمَضَانَ فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً، قَالَ: وَكَانَ عَلِيٌّ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ يُوْتِرُ بِهِمْ۔"

"حضرت ابوعبدالرحمن السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ رمضان المبارک میں قاریوں کو بلایا پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت (تراویح) پڑھایا کرے اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ودانہیں وتر پڑھاتے تھے۔"(۱۵)

۱۵: "عن أبي الحسناء أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔"

"حضرت ابوالحسناء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات (تراویح) پڑھائے۔"(۱۶)

۱۴: البیہقی: "السنن الکبریٰ" کتاب الصلوٰۃ، باب: ماروی فی عدد رکعات قیام شہر رمضان، جلد:۲، ص:۴۹۶، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان۔ النیموی: "آثار السنن" کتاب الصلوٰۃ، باب: فی التراویح بعشرین رکعات، رقم الحدیث:۷۷۸، ص:۲۰۱۔۲۰۲، مطبوعہ مکتبۃ العلم کراچی۔ الفریابی: "کتاب الصیام" رقم الحدیث:۱۷۶، جلد:۱، ص:۱۳۱، مطبوعہ دار الکتب السلفیہ، بمبئی بھارت۔ المبارکفوری: "تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع ترمذی" جلد:۳، ص:۴۴۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔

۱۵: البیہقی: "السنن الکبریٰ" کتاب الصلوٰۃ، باب: ماروی فی عدد رکعات قیام شہر رمضان، جلد:۲، صفحہ:۴۹۶، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان۔ المبارکفوری: "تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع ترمذی" جلد:۳، صفحہ:۴۴۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔

۱۶: ابن ابی شیبۃ: "المصنف" کتاب صلاۃ التطوع والامامۃ، باب: کم یصلی فی رمضان من رکعۃ، جلد:۲، صفحہ:۲۸۵،

(بقیہ حوالہ اگلے صفحے پر)

۱۶: ”عن ابی الحسناء ان علی بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ امر رجلا ان یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعۃ۔“

”حضرت ابو الحسناء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحات یعنی بیس رکعت تراویح پڑھائے۔“(۱۷)

۱۷: ”حَدَّثَنِیْ زَیْدُبْنُ عَلِیٍّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ اَمَرَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ صَلَاۃَ الْقِیَامِ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ اَنْ یُّصَلِّیْ بِھِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً یُسَلِّمُ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ وِیُرَاوِحُ مَابَیْنَ کُلِّ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ فَیَرْجِعُ ذُوالْحَاجَۃِ وَیَتَوَضَّاءُ الرَّجُلُ وَاَنْ یُوْتِرَبِھِمْ مِنْ آخِرِ اللَّیْلِ حِیْنَ الْاِنْصِرَافِ۔“

”امام زید اپنے والد امام زین العابدین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے اور وہ اپنے والد حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جس امام کو رمضان میں تراویح پڑھانے کا حکم دیا اسے فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے ہر دو رکعت پر سلام پھیرے ہر چار رکعت کے بعد آرام کا وقفہ دے کہ حاجت والا فارغ ہو کر وضو کر لے اور سب سے آخر میں وتر پڑھائے۔“(۱۸)

ان چار مذکورہ بالا روایات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانہ خلافت میں اور کتنے ہی اختلاف ہوئے ہوں مگر نماز تراویح میں قطعاً کوئی اختلاف نہ تھا۔

تابعین عظام اور بیس تراویح:

۱۸: ”عن عطاء قَالَ اَدْرَکْتُ النَّاسَ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً بِالْوِتْرِ۔“

”(جلیل القدر تابعی) حضرت عطاء (بن ابی رباح) رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں (صحابہ کرام و تابعین عظام) کو تین وتر کے ساتھ بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا۔“(۱۹)

۱۹: ”عَنْ اَبِی الْخُصَیْبِ، قَالَ: کَانَ یُؤَمِّنَا سُوَیْدُبْنُ غَفْلَۃَ فِیْ رَمَضَانَ فَیُصَلِّیْ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔“

”ابو الخصیب کہتے ہیں کہ ہمیں (جلیل القدر تابعی) حضرت سوید بن غفلہ (جو کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے شاگرد رشید ہیں) ہمیں رمضان المبارک میں پانچ ترویح بیس رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے۔“(۲۰)

۲۰: ”عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ یُصَلِّیْ بِنَا فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔“

”حضرت نافع بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت ابن ابی ملیکہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (تابعی) ہمیں رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے۔“(۲۱)

۲۱: ”عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عُبَیْدٍ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ رَبِیْعَۃَ کَانَ یُصَلِّیْ بِھِمْ فِیْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔“

(بقیہ حوالہ نمبر:۱۶) مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔ البیہقی: ”السنن الکبریٰ“ کتاب الصلوۃ، باب: ماروی فی عدد رکعات قیام شھر رمضان، جلد:۲، صفحہ:۴۹۶، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔ ابن عبد البر: ”التمھید“ جلد:۸، ص:۱۱۵، مطبوعہ وزارت عموم الاوقاف والشوئون الاسلامیہ، مراکش۔

۱۷: البیہقی: ”السنن الکبریٰ“ کتاب الصلوۃ، باب: ماروی فی عدد رکعات قیام شھر رمضان، جلد:۲، صفحہ:۴۹۵، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

۱۸: امام زید: ”مسند الامام زید“ کتاب الصلاۃ، باب: القیام فی شھر رمضان، رقم الحدیث:۲۰۵، ص:۱۵۵، ص:۱۵۷، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور۔

۱۹: ابن ابی شیبۃ: ”المصنف“ کتاب صلاۃ التطوع والامامۃ، باب: کم یصلی فی رمضان من رکعۃ، جلد:۲، ص:۲۸۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔ النیموی: ”آثار السنن“ کتاب الصلوۃ، باب: فی التراویح بعشرین رکعات، رقم الحدیث:۷۸۲، ص:۲۰۳، مطبوعہ مکتبۃ العلم، کراچی۔

۲۰: البیہقی: ”السنن الکبریٰ“ کتاب الصلوۃ، باب: ماروی فی عدد رکعات قیام شھر رمضان، جلد:۲، ص:۴۹۶، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔ النیموی: ”آثار السنن“ کتاب الصلوۃ، باب: فی التراویح بعشرین رکعات، رقم الحدیث:۷۸۳، ص:۲۰۳، مطبوعہ مکتبۃ العلم، کراچی۔

۲۱: ابن ابی شیبۃ: المصنف، کتاب صلاۃ التطوع والامامۃ، باب: کم یصلی فی رمضان من رکعۃ جلد ۲ ص ۲۸۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔ النیموی، ”آثار السنن“ کتاب الصلوۃ، باب: فی التراویح بعشرین رکعات، رقم الحدیث:۷۸۴، ص:۲۰۳، ۲۰۴ مکتبۃ العلم، کراچی۔

”حضرت سعید بن عبید کہتے ہیں حضرت علی بن ربیعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (تابعی) انہیں رمضان المبارک میں پانچ ترویحے بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔“(۲۲)

۲۲: ”عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ قَیْسٍ، عَنْ شُتَیْرِ بْنِ شَکْلٍ اَنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرَ۔“

”حضرت عبداللہ بن قیس کہتے ہیں کہ حضرت شتیر بن شکل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (جو کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے شاگرد رشید ہیں) رمضان المبارک میں بیس رکعتترویح اور وتر پڑھاتے تھے۔“(۲۳)

۲۳: ”عَنْ اَبِی الْبُخْتَرِیِّ اَنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ فِیْ رَمَضَانَ وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔“

”حضرت ابو البختری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (تابعی) سے روایت ہے کہ وہ رمضان المبارک میں پانچ تراویح بیس تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔“(۲۴)

۲۴: ”عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ اَنَّہٗ کَانَ یَؤُمُّ النَّاسَ فِیْ رَمَضَانَ بِاللَّیْلِ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔“

”ابو اسحاق سے روایت کہ حضرت حارث (اعور) رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (جو حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے شاگرد رشید ہیں) سے مروی ہے کہ وہ لوگوں کو رمضان المبارک کی راتوں میں (نماز تراویح) میں بیس رکعتیں اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے اور رکوع سے پہلے دعا قنوت پڑھتے تھے۔“(۲۵)

۲۵: ”عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا یُصَلُّوْنَ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ فِیْ رَمَضَانَ۔“

”حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ امام حماد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے وہ امام ابراہیم نخعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (تابعی) سے روایت کرتے ہیں کہ سب لوگ (صحابہ کرام، تابعین عظام) رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح ہی پڑھا کرتے تھے۔“(۲۶)

یہ خیر القرون کا تعامل ہے کہ پورے خیر القرون میں بیس رکعت تراویح کے خلاف کبھی کوئی فتنہ کھڑا نہیں کیا گیا اور قارئین آپ حیران ہوں گے کہ پورے خیر القرون میں صرف آٹھ رکعت تراویح کا نام و نشان نہیں ملتا۔

۲۲: ابن ابی شیبۃ: ”المصنف“ کتاب صلاۃ التطوع والامامۃ، باب :کم یصلی فی رمضان من رکعۃ، جلد :۲، صفحہ :۲۸۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔
النیموی: ”آثار السنن“ کتاب الصلوٰۃ، باب :التراویح بعشرین رکعات، رقم الحدیث :۷۸۵، صفحہ :۲۰۴، مطبوعہ مکتبۃ العلم، کراچی۔

۲۳: ابن ابی شیبۃ: ”المصنف“ کتاب صلاۃ التطوع والامامۃ، باب :کم یصلی فی رمضان من رکعۃ، جلد :۲، صفحہ :۲۸۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان۔

۲۴: ابن ابی شیبۃ: ”المصنف“ کتاب صلاۃ التطوع والامامۃ، باب :کم یصلی فی رمضان من رکعۃ، جلد :۲، ص :۲۸۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان۔

۲۵: ابن ابی شیبۃ: ”المصنف“ کتاب صلاۃ التطوع والامامۃ، باب :کم یصلی فی رمضان من رکعۃ، جلد :۲، ص :۲۸۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان۔

۲۶: ابی یوسف: ”کتاب الآثار“ باب السہو، رقم الحدیث :۲۱۱، ص :۴۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔

پہلی قسط

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اصحابِ ثلاثہ کی نظر میں

ابو بلال محمد سیف علی سیالوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خلیفہ چہارم، جانشین رسول، زوج بتول، غالب علی غالب حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰہُ وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم عام الفیل کے تیس برس بعد ۱۳ رجب کو جمعہ کے دن پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت، ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ بنت اسد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھَا ہے۔ آپ نے بچپن ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا۔ اور حضور جانِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زیر تربیت ہر وقت آپ کی امداد و نصرت میں لگے رہتے تھے۔ آپ مہاجرین اولین اور عشرہ مبشرہ میں بہت زیادہ ممتاز ہیں۔ جنگ بدر، جنگ احد اور خندق وغیرہ تمام اسلامی لڑائیوں میں اپنی بے پناہ شجاعت کے ساتھ لڑتے رہے اور کفارِ عرب کے بڑے بڑے بہادر آپ کی مقدس تلوار سے خاک میں ملے۔ تاجدارِ سخاوت حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی شہادت کے بعد انصار و مہاجرین نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے آپ کو امیر المومنین منتخب کیا۔ چار برس آٹھ ماہ نو دن تک آپ مسندِ خلافت کو سرفراز فرماتے رہے آخر ۱۹ رمضان ۴۰ھ جمعہ کی رات کو عبد الرحمن بن ملجم خارجی نے نمازِ فجر کو جاتے ہوئے آپ کی مقدس پیشانی اور نورانی چہرے پر ایسی تلوار ماری جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے اور ۲۱ رمضان کو آپ کی شہادت ہوئی۔ آپ کے فرزند اکبر سیدنا مولا حسن نے آپکی نماز جنازہ پڑھائی۔ (۱)

بعض لوگوں کی یہ کوشش رہتی ہے کہ عوام میں کچھ ایسی باتیں پھیلائی جائیں جن کے ذریعہ وہ سمجھیں کہ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم اور خلفائے ثلاثہ کے درمیان اختلافات کی وسیع خلیج حائل تھی۔ ان کا باہمی کوئی رابطہ نہ تھا اور وہ ایک دوسرے کے دلی مخالف اور دشمن تھے۔ ان میں باہمی لین دین، گفتگو اور دیگر معاشرتی اور سیاسی اتحاد کی کوئی علامت نہ تھی۔ خلفائے ثلاثہ (نعوذ باللہ) اہلبیت کے سخت دشمن تھے اور انہیں ایک آنکھ دیکھنا پسند نہ کرتے تھے۔ جبکہ یہ پروپیگنڈا ہے جو بالکل بے بنیاد ہے ہم اس مقالہ میں حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم کی وہ قدر و منزلت جو اصحاب ثلاثہ کے قلب و جگر میں تھی بیان کرتے ہیں اور فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی نظر میں:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی خلافت کے ایام کا ایک واقعہ محدثین نے درج کیا ہے۔ حضرت عقبہ بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کہتے ہیں (کہ ہم عصر کی نماز پڑھ کر مسجد نبوی سے نکلے حضور جانِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کو چند روز ہی ہوئے تھے) میں نے دیکھا کہ:

"حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے شہزادہ حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو اٹھایا ہوا تھا اور فرما رہے تھے نبی کی شبیہ پر میرا باپ قربان۔ (شہزادے) حضرت علی کے مشابہ نہیں ہو۔ اور حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم ہنس رہے تھے۔" (۲)

۱: "تاریخ الخلفاء" صفحہ: ۱۳۹، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

۲: بخاری: "کتاب المناقب" باب ختم النبوۃ رقم، الحدیث: ۳۵۴۲، جلد دوم، صفحہ: ۳۲۹۔ بخاری: "کتاب فضائل اصحاب النبی" باب: مناقب الحسن والحسین رضی اللہ تعالٰی عنہما، رقم الحدیث: ۳۷۵۰، جلد دوم، صفحہ: ۴۴۶، مطبوعہ فرید بکسٹال، لاہور۔

اس روایت کو احمد بن ابی یعقوب شیعہ نے بھی لکھا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ:

''حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے راستے میں آپ سے ملے اور کہا۔ میری زندگی کی قسم یہ حضرت نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہیں اور حضرت علی کے مشابہ نہیں۔''(۳)

مذکورہ بالا واقعہ سے معلوم ہوا کہ ایک دوسرے کی فضیلتوں کا اقرار ان کے درمیان محبت و عقیدت کے ساتھ ہوتا تھا اور چوبیس گھنٹوں میں ان مقتدر ہستیوں کی آپس میں کئی کئی ملاقاتیں ہوتی تھیں جو ''رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ'' کی زندہ مثال ہیں۔

دوسرا واقعہ پڑھئے!:

''حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب مدینہ شریف میں انتقال ہوا تو انہوں نے بوقت وصال خواہش ظاہر کی کہ میری تدفین روضہ رسول میں ہو جائے تو بڑا اچھا ہے۔ اپنے برادرِ اصغر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں روانہ کیا کہ روضہ شریف میں تدفین کی اجازت چاہیے۔ حضرت اُمِ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بڑی خوشی سے اجازت دے دی۔''(۴)

دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ:

''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے گھر (روضہ شریف) میں حضور ﷺ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت دے دی تھی اور یہ خواہش امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض الوفات میں ظاہر کی تھی۔''(۵)

قارئین کرام! حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے صاحبزادے ہیں متذکرہ روایت سے ان کے باہمی تعلقات کی بہتری بالکل عیاں ہے۔

ابی طالب العشاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ باسند روایت نقل کرتے ہیں کہ:

''ابو خالد احمر نے عبداللہ بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ:

''اللہ عزوجل ان دونوں بزرگوں پر رحمت و سلامتی نازل فرمائے۔ اور جو شخص ان دونوں کے حق میں ترحم و شفقت کے کلمات کہنے روا نہیں رکھتا۔ اللہ اس پر رحمت ہی نہ کرے۔''(۶)

اس کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دور میں شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں سوال کیا گیا تو فرمایا:

''میں تو ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی افضل یقین کرتا ہوں اور یہ کہ تم مجھ سے ان دونوں کے مقام و مرتبت کے متعلق دریافت کرتے ہو۔''(۷)

عمل صدیقی اور مشورہ علوی:

حافظ محب الدین احمد بن عبداللہ الطبری متوفی ۶۹۴ھ نے ابن سمان کے حوالہ سے ایک واقعہ درج کیا ہے کہ:

''سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتدین کے قتال کے بارے میں دیگر صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے مشورہ کرنے کے بعد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رائے لینے کے لئے سوال کیا کہ اے ابو الحسن! آپ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں تو حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے جواب دیا کہ:

''جو کچھ حضور نبی کریم ﷺ وصول فرمایا کرتے تھے اس سے آپ کچھ بھی چھوڑ دیں تو آپ نے پیغمبر خدا کے خلاف کر ڈالا۔''

۳: ''تاریخ الیعقوبی'' جلد دوم، صفحہ: ۱۸۲، مطبوعہ نفیس اکیڈمی، کراچی۔

۴: ''الاستیعاب'' ترجمہ الحسن بن علی بن ابی طالب الہاشمی جلد اول، صفحہ: ۴۴۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۵: ''الاستیعاب'' ترجمہ الحسن بن علی بن ابی طالب الہاشمی جلد اول، صفحہ: ۴۴۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

۶: ''فضائل ابی بکر صدیق للعشاری''۔

۷: ''فضائل ابی بکر صدیق للعشاری''۔

یہ سن کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ :

"آپ نے چونکہ یہ مشورہ دیا ہے تو اگر ہم سے وہ اونٹ کی ایک رسی بھی روک رکھیں گے تو میں ان سے ضرور قتال اور جنگ کروں گا۔"(۸)

دوسرا واقعہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ:

"میرے والد گرامی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام ذی القصہ کی طرف اپنی سواری پر سوار ہو کر ننگی تلوار لے کر نکلے تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے اور اس سواری کی باگ تھام کر فرمانے لگے۔ اے رسول خدا کے خلیفہ! آپ بہ نفس نفیس کہاں تشریف لے جاتے ہیں؟ اب میں آپ کو وہی بات کہتا ہوں جو احد کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فرمائی تھی۔ آپ اپنی تلوار نیام میں کر لیجئے اور اپنی ذات کے متعلق ہمیں پریشانی میں نہ ڈالیے۔ پس اللہ کی قسم! اگر ہم آپ کی ذات کے حق میں کوئی مصیبت پہنچائے گئے تو آپ کے بعد اسلام کا یہ نظام درست نہ رہ سکے گا۔ پس یہ مشورہ قبول کرتے ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود واپس تشریف لے گئے۔ اور لشکر کو روانہ کر دیا۔"(۹)

ابن قتیبہ دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۷۶ھ لکھتے ہیں:

"امام محمد باقر کی اولاد اپنی زوجہ محترمہ ام فروی سے جعفر اور عبداللہ پیدا ہوئی۔ اور ام فرویٰ کے والد قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق ہیں اور فرویٰ کی ماں عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق کی بیٹی اسماء ہے۔"(۱۰)

خاندان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاندان علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس رشتہ داری کا ذکر شیعہ علماء نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ علی بن عیسیٰ اربلی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں لکھا ہے:

"وَاُمُّہٗ اُمُّ فَرْوَۃَ وَاسْمُھَا قَرِیْبَۃُ بِنْتُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ وَاُمُّھَا اَسْمَاءُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ صِدِّیْقٍ وَلِذٰلِکَ قَالَ جَعْفَرُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَقَدْ وَلَدَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ مَرَّتَیْنِ وَلَدَ عَامَ الْجُحَافِ سَنَۃَ ثَمَانِیْنَ وَمَاتَ سَنَۃَ ثَمَانٍ وَّاَرْبَعِیْنَ وَمِائَۃٍ۔"

"آپ کی والدہ کی کنیت ام فرویٰ ہے اور ان کا نام قریبہ لکھا ہے۔ ام فرویٰ ابوبکر صدیق کے پوتے قاسم بن محمد بن ابوبکر کی بیٹی ہے اور ام فرویٰ کی ماں ابوبکر کی نواسی ہیں۔"(۱۱)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف دوستانہ یا مشورے کی حد تک ہی تعلق نہ تھا بلکہ آپس میں قریبی رشتہ داریاں بھی تھیں۔ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی صدیق اکبر کی پڑپوتی سے ہوئی جن کے طیب و طاہر بطن سے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ اگر پاک ہیں تو پھر آپ والدہ بھی پاک ہیں۔

حضرت علی فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں:

امام ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور احمد بن عبداللہ الطبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ:

"حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم کے داماد ہیں۔ جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حکم لائے تھے کہ اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ان سے نکاح کر دیں۔"(۱۲)

۸: "ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ" فی ذکر امیر المومنین علی ابن ابی طالب جلد اول، صفحہ: ۲۶۵، مطبوعہ موسسۃ دار الکتب الاسلامتی قم ایران۔

۹: "ریاض النضرہ" جلد اول، صفحہ: ۱۲۸، مطبوعہ النوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور۔ "الصواعق المحرقۃ" صفحہ: ۹۳، مطبوعہ النوریہ رضویہ، پبلشنگ کمپنی لاہور۔

۱۰: "المعارف تحت اخبار علی بن ابی طالب"۔

۱۱: "کشف الغمہ" فی فضائل الامام ابی عبد اللہ الصادق علیہ السلام، جلد دوم، صفحہ: ۱۶۱ مطبوعہ تبریز۔

۱۲: "ابن عساکر" ترجمہ امیر المومنین علی بن ابی طالب جلد ۴۵ صفحہ ۹۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔ ریاض النضرہ جلد سوم صفحہ ۱۲۶ مطبوعہ النوریہ رضویہ لاہور۔

جعفر طوسی شیعہ نے لکھا ہے کہ:

"امام زین العابدین عَلَیہِ السَّلام اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب کہتے تھے کہ بنی ہاشم کی عیادت یعنی بیمار پرسی کرنا سنت ہے اور ان کی ملاقات کرنا کارِ خیر ہے۔"(۱۳)

صدوق شیعہ نے لکھا ہے کہ:

"جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ کیا مومنوں کے متعلق میں زیادہ حقدار نہیں ہوں؟"

لوگوں نے عرض کیا کہ:

"بلاشک ہیں۔"

تو پھر فرمایا:

"مَنۡ کُنۡتُ مَوۡلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوۡلَاہُ۔"

"جسکا میں دوست ہوں علی المرتضیٰ بھی اسکے دوست ہیں۔"

یہ فرمان نبوت سن کر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ سے کہنے لگے:

"شاد باش خوش رہیے! کہ آپ ہمارے اور ہر مسلمان کے محبوب ٹھہرے۔"(۱۴)

حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ کے ادب و احترام کا ایک واقعہ فریقین کی کتب معتبرہ میں موجود ہے کہ:

"ایک دفعہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ کی موجودگی میں حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ کے حق میں ایک شخص توہین آمیز جملے کہنے لگا۔ اس وقت حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ نے کہا کہ:

"تو صاحب قبر یعنی نبی کریم بن عبداللہ بن عبدالمطلب کو جانتا ہے؟ علی بن ابی طالب بھی عبدالمطلب کے پوتے ہیں۔ پس علی بن ابی طالب کو کلمات خیر کے بغیر یاد نہ کرنا۔ اگر تو نے علی کو اذیت و تکلیف پہنچائی تو گویا تو نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر مبارک میں ایذا پہنچائی۔"(۱۵)

حضرت علی کا گھر:

زین الدین محمد بن علی شہر آشوب شیعہ حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ کی زبانی حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ کی شان بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ سے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ کے مقام منزلت کے متعلق دریافت کیا۔ تو عمر بن خطاب نے فرمایا کہ:

"یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر ہے یہ ساتھ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ کا گھر ہے اور یہ نبی کریم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ کے ساتھی صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ کا گھر ہے۔ یعنی قرب مکانی سے قرب مقام مرتبہ معلوم کیا جاسکتا ہے۔"(۱۶)

حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ فرماتے ہیں:

"لَوۡلَا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ۔"

بعض اوقات سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ نے یہ بھی فرمایا کہ:

"اگر علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔"(۱۷)

"کَانَ عُمَرُ یَتَعَوَّذُ بِاللہِ مِنۡ مُّعۡضِلَةٍ لَیۡسَ فِیۡھَا اَبُوۡالۡ۔"

"ایسے مشکل معاملہ میں جہاں علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ نہ ہوں عمر بن خطاب اللہ کی طرف پناہ چاہتے ہیں۔"(۱۸)

۱۳: "امالی شیخ طوسی" صفحہ: ۳۴۵، مطبوعہ قم ایران۔

۱۴: "امالی شیخ صدوق" صفحہ: ۱۳، العجلس الاول مطبوعہ ذوی القربیٰ قم، ایران۔

۱۵: "فضائل صحابہ امام احمد" جلد دوم، صفحہ: ۷۹۵، رقم الحدیث: ۱۰۸۹، مطبوعہ دار ابن جوزی عرب شریف۔ "ریاض النضرہ" فی مناقب امیر المومنین علی بن ابی طالب، ذکر اختصاص ان من آزاہ، جلد سوم، صفحہ: ۱۰۲ مطبوعہ النوریہ رضویہ لاہور۔ "شفاء السقام" صفحہ: ۲۵۷ مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور۔ "امالی شیخ صدوق العجلس" "ھادی والستون، صفحہ: ۲۹۹، مطبوعہ ذوی القربیٰ مطبوعہ قم ایران۔ "امالی شیخ طوسی العجلس الخامس" صفحہ: ۳۳۰، مطبوعہ ذوی القربیٰ قم ایران۔

۱۶: "مناقب آل ابی طالب" فی الاختصاص، جلد دوم، صفحہ: ۲۴۹، مطبوعہ انتشارات ذوی القربیٰ ایران۔

۱۷: "الاستیعاب" علی بن ابی طالب الھاشمی، جلد سوم، صفحہ: ۲۰۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۱۸: "طبقات الکبریٰ" تذکرہ علی من کان یقتی، جلد دوم، صفحہ: ۴۲۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

"اِنَّ عُمَرَ قَالَ لَا اَبْقَانِی اللّٰہُ بَعْدَکَ یَا عَلِیُّ"۔

"حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ اے علی! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ باقی نہ رکھے۔"(۱۹)

خلیفہ ثانی، تاجدار عدالت حضرت سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے یہ مختلف اقوال جو انہوں نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قدردانی اور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے بموقع فرماتے ہیں کیا ان سے روزِ روشن کی طرح محبت اور پیار نہیں چھلکتا؟ یا نفرت ٹپکتی ہے؟ فیصلہ قارئین پر رہا۔

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ:

"حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہمارے بہترین قاضی ہیں۔"(۲۰)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

"یہ علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہمارے بہترین قاضی ہیں۔"(۲۱)

حضرت سیدنا عطاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا:

"علی المرتضیٰ ہمارے بہترین قاضی ہیں۔"(۲۲)

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا:

"علی المرتضیٰ ہمارے بہترین قاضی ہیں۔"(۲۳)

ان تمام روایات کا مفہوم یہ ہے کہ تاجدارِ شجاعت حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرمایا کرتے تھے کہ:

"حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم قوم کے بہترین قاضی ہیں۔"

حضرت ابراہیم نخعی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ خلیفہ بنے تو اس وقت انہوں نے سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا کہ:

"آپ لوگوں کے تنازعات کے فیصلے کیجئے اور جنگی امور سے آپ علیحدگی اختیار کرلیں۔"(۲۴)

حافظ ابن کثیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ:

"۱۳ ہجری جمادی الاخریٰ میں سے آٹھ یوم باقی تھے منگل کے دن حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ خلیفہ مقرر ہوئے اور مدینہ کا قاضی انہوں نے علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو متعین فرمایا۔"(۲۵)

ان روایات کا خلاصہ:

جس طرح فاروقی دورِ حکومت میں دیگر قاضی و مفتی کام کررہے تھے وہاں حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نزدیک حضرت سیدنا علی المرتضیٰ بہترین قاضی تھے اور عہدہ قضاء و افتاء میں ان کا خاص مقام تھا اور حضرت مولائے کائنات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اس شعبہ قضاء و افتاء کے کیساتھ ایک مناسبت قائم تھی۔ وہ یہ کہ حضور جانِ کائنات ﷺ نے ان کے حق میں کلمات دعائیہ فرمائے تھے۔ یمن کی طرف روانہ کرتے وقت ان کے لئے فرمایا:

"اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ لِسَانَہٗ وَاَمُرْ قَلْبَہٗ"۔

۱۹: "مناقب آل ابی طالب" فی ذکر قضایا علیہ السلام فی عہد عمر، جلد دوم، صفحہ: ۴۰۱، مطبوعہ انتشارات ذوی القربیٰ ایران۔

۲۰: "بخاری" کتاب التفسیر باب قولہ ما ننسخ من آیۃ، جلد دوم، صفحہ: ۱۴۴، رقم الحدیث مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور۔ "طبقات الکبریٰ" باب من کان یفتی بالمدینہ، جلد دوم، صفحہ: ۴۲۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

۲۱: "طبقات الکبریٰ" جلد دوم، صفحہ: ۴۲۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

۲۲: "طبقات الکبریٰ" جلد دوم، صفحہ: ۴۲۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

۲۳: "الاستیعاب" علی بن ابی طالب الہاشمی، جلد سوم، صفحہ: ۲۰۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۲۴: "مناقب امیر المومنین عمر بن الخطاب ابن جوزی" الباب الثالث والثلاثون فی ذکر اہتمامہ برعیتہ وملاحظہ لہم، صفحہ: ۶۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۲۵: "البدایہ والنہایہ" ہجری ۱۳ میں پیش آنے والے اہم واقعات، جلد: ۷، صفحہ: ۵۳، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی۔

''یعنی اے اللہ عزوجل ان کی زبان کو ثابت رکھنا اور ان کے دل کو ہدایت دینا۔''(۲۶)

ناصحانہ انداز:

اہل تشیع کے تین علماء نے ذکر کیا ہے کہ:

''ایک بار حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ گفتگو فرماتے ہوئے ان کو تین نصیحتیں فرمائیں تھیں۔یعنی مولائے کائنات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں اگر آپ ان کو محفوظ کرلیں اور ان پر عمل کریں تو یہ آپ کے لئے دیگر اشیاء سے کفایت کریں گی اور چیزوں کی حاجت نہ رہے گی۔اور اگر آپ ان کو ترک کردیں گے تو ان کے سوا آپ کو کوئی چیز نفع نہ دے گی''۔

اس وقت سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ:

''بیان کیجئے وہ کیا چیزیں ہیں؟''

تو مولائے کائنات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

''ایک تو قریب و بعید سب لوگوں پر اللہ کی حدود و قوانین جاری کیجئے۔

دوسرا یہ کہ کتاب اللہ کے موافق رضامندی اور ناراضگی دونوں حالتوں میں یکساں لگائیے۔

تیسرا یہ کہ سیاہ وسفید ہر قسم کے آدمیوں میں حق و انصاف کے ساتھ تقسیم کیجئے!''

یہ کلام سننے کے بعد حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ:

''مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ آپ نے مختصر کلام کیا۔مگر ابلاغ و تبلیغ کا حق ادا کردیا ہے۔''(۲۷)

مشورہ علوی اور عمل فاروقی:

حضرت حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ:

''اہل شام سے کچھ لوگ حضرت سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہنے لگے کہ ہمیں بہت سامال اور گھوڑے اور غلام دستیاب ہوئے ہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ اس میں زکوٰۃ ادا کریں۔جس سے مال پاک ہوتا ہے۔''

حضرت سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ:

''مجھ سے پہلے نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایسی صورت میں جو حکم دیتے تھے اس کے موافق حکم دیا جائے گا۔''

تاجدارِ عدالت حضرت سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس معاملہ کے لئے صحابہ کرام ۔۔۔ سے مشورہ طلب کیا۔حضرت علی بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی موجود تھے۔حضرت مولائے کائنات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رائے دی:

''ان اموال سے (وقتی طور پر) صدقہ ادا کردیں تو اچھا بشرطیکہ آپ کے بعد ان پر سالانہ ٹیکس کے طور پر لازم نہ کردیا جائے۔''(۲۸)

ایک شخص (حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے قاضی) یعلی نامی کے پاس آکر کہنے لگا کہ:

''یہ آدمی میرے بھائی کا قاتل ہے۔''

۔۔۔جاری ہے۔۔۔

۲۶:''البدایہ والنہایہ'' جلد:۵، صفحہ:۱۶۱، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔

۲۷:''مناقب آل ابی طالب'' فی المسابقة بالحزم و ترک المداهنة، جلد دوم، صفحہ :۱۶۷، مطبوعہ انتشارات ذوی القربیٰ ایران۔''تہذیب الاحکام''کتاب القضا والاحکام، باب آدابِ الاحکام، جلد:۶، صفحہ:۲۲۷ مطبوعہ احیاء الکتب الاسلامیہ قم ایران۔

۲۸:''مسند احمد'' جلد اول، صفحہ :۱۱۲، رقم الحدیث، ۸۲ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔''سنن دار قطنی کتاب'' الزکوٰۃ، باب الحث علی اخراج الصدقة و بیان قسمتها، جلد :۵، صفحہ :۳۳۰، رقم الحدیث :۲۰۳۹، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور۔''طحاوی شریف''کتاب الزکوۃ، باب الخیل، جلد دوم، صفحہ :۲۵۲، رقم الحدیث :۱۷۰، مطبوعہ فرید بکسٹال لاہور۔

یا اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

قادیانی نواز پیمرہ کا کالا انصاف

پاکستان الیکٹرانک میڈیا کہنے کو ایک اسلامی نظریاتی ملک کا میڈیا ہے لیکن اس دجالی پیمرا نے آج دوبارہ ثابت کر دیا کہ اس کا واسطہ اسلامی نظریات سے نہیں بلکہ ان عناصر سے ہے جو اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں۔ ماہِ رمضان میں جہاں تمام چینل پر بے پردہ آنٹیاں اور ناچنے گانے والے گلوکار ،فنکار بیٹھ کر اپنی مرضی سے اسلام کو موڑتوڑ کر پیش کر رہے ہیں تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر کوئی مسلمان عقیدہ ختم نبوت پر حق بات کہتا ہے تو وہ اس دجالی میڈیا کی نظر میں غلط ہے؟؟؟ جی ہاں آج اس پیمرا نے حمزہ عباسی کے کندھے کو استعمال کر کے سنیوں کے ہردل عزیز جناب شبیر ابوطالب کے نشر ہونے والے پروگرام کو نشانہ بنایا۔۔۔ اور جان بوجھ کر ان حق باتوں کو نشانہ بنایا جو کچھ دن قبل شبیر ابو طالب نے فتنہ قادیانیت اور حمزہ عباسی کے بکواس پر عقیدہ ختم نبوت پیش کیا۔ ہم اس بے غیرت میڈیا کے چیئرمین سے اس پروگرام کو روکنے پر پرزور اور سخت الفاظ کیساتھ مذمت کرتے ہیں اور بتانا چاہتے ہیں کہ اہل سنت کے غیور پاکستانی اس معاملے میں شبیر ابوطالب کے ساتھ ہیں اور عقیدہ ختم نبوت پر یکجا ہیں۔ اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس پروگرام کو فوری بحال کرنے کیلئے پیمرا کو احکامات جاری کیئے جائیں اور نظریاتی اسلامی ملک پاکستان میں اسلامی ریاست کی حدود کو پامال کرنے کا سختی سے نوٹس لے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عوام خود فیصلے کرنے پر مجبور ہو جائے۔

منجانب
ابوالنبیل محمد جمیل اعظمی ایڈیٹر ماہنامہ ''اہلسنت'' انٹرنیشنل، گجرات

Monthly
Gujrat - Pakistan
Ahl-e-Sunnat International
Regd. No. CPL 73
www.qadriaashrafia.org
Mob:0333.8403147